PDF Compressor Pro

الدُّرَرُ السَّنِيَّةُ کا سلیس اردو ترجمہ

عظیم الشان تاریخی کتاب ﴿الدُّرَرُ السَّنِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْوَهَابِيَّةِ﴾ کا آسان اردو

ترجمہ بنام

رَدِّ وہابیّت میں دلائل و براہین کے

تابناک موتی

مصنف

شیخ المحدثین مفتی مکہ حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمہ

مترجم

سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

صدر المدرسین دار العلوم محبوب سبحانی کراچی

ناشر

بزم فیضان رضا طیبہ دار العلوم محبوب سبحانی کراچی

PDF Compressor Pro

عظیم الشان تاریخی کتاب ﴿اَلدُّرَرُ السَّنِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْوَهَابِيَّةِ﴾ کا آسان اردو

ترجمہ بنام

ردِّ وہابیت میں دلائل و براہین کے

تابناک موتی

مصنّف

شیخ المحدثین مفتیٔ مکہ حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمہ

مترجم

سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

صدر المدرسین دار العلوم محبوب سبحانی، کرلا ویسٹ، ممبئی ۷۰

﴿ ناشر ﴾

بزم فیضانِ رضا طلبۂ دار العلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی ۷۰

PDF Compressor Pro

خدمتِ دین کے لئے ہر فرد و تنظیم کو اشاعت کی اجازت ہے

.....

نام کتاب اَلدُّرَرُ السَّنِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْوَهَابِيَّة

مصنف شیخ المحدثین مفتی مکہ حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمہ

مترجم سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

صدر مدرس دار العلوم محبوب سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی۔

9029249679

تصحیح ونظرِ ثانی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ مصباحی۔

صدر مفتی دار العلوم مخدومیہ جوگیشوری ممبئی

کمپوزنگ بدستِ خود

پروف ریڈنگ حضرت مولانا محمد اظہر الدین صاحب قبلہ مصباحی (مدرس ادارہ ہذا)

صفحات ۱۴۲

سالِ اشاعت فروری ۲۰۱۵ء

قیمت .....

ملنے کا پتہ دار العلوم محبوبِ سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی ۷۰

PDF Compressor Pro

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	شرف انتساب	۵
۲	حالاتِ مترجم	۶
۳	آغازِ سخن	۹
۴	تقریظِ جلیل	۱۳
۵	دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے	۱۷
۶	روضۂ اقدس کی زیارت کا ثبوت قرآن کریم سے	۱۹
۷	قیاس سے ثبوت	۲۱
۸	اجماع سے ثبوت	۲۲
۹	وجوبِ زیارت کے قائلین کی دلیل	۲۲
۱۰	اس دلیل کا جواب	۲۳
۱۱	احادیثِ کریمہ سے زیارت کا ثبوت	۲۳
۱۲	نبی ﷺ کے اقوال سے وسیلے کا ثبوت	۲۸
۱۳	وہابیوں کی طرف سے جواب	۴۳
۱۴	اس جواب کے مردود ہونے پر دلائل	۴۳
۱۵	ایک اہم نکتہ	۴۴
۱۶	حیات انبیاء کے ثبوت پر دلائل	۴۷

PDF Compressor Pro

۱۷	ایک شبہ کا ازالہ	۴۹
۱۸	مانعین توسّل کی دلیل اور اس کا جواب	۵۲
۱۹	آیاتِ قرآنیہ سے مجازِ عقلی کا ثبوت	۶۰
۲۰	احادیث کریمہ سے مجازِ عقلی کا ثبوت	۶۱
۲۱	کلام عرب سے مجازِ عقلی کا ثبوت	۶۱
۲۲	جوازِ توسّل پر مزید دلائل	۶۳
۲۳	بوقتِ دعا روضہ اقدس کی جانب رخ کرنے کا استحباب	۶۹
۲۴	شفاعت کا ثبوت	۸۸
۲۵	ندائے یارسول اللہ کا جواز	۹۰
۲۶	منکرین کی طرف سے دیئے گئے جواب کا رد	۹۱
۲۷	جہالت وحماقت کی انتہاء	۱۰۳
۲۸	توحید ربوبیت ہی توحید الوہیت ہے	۱۰۶
۲۹	وہابیوں کے ایک اور عقیدے کا بطلان	۱۰۹
۳۰	محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکاروں کی جہالت	۱۱۰
۳۱	وہابیت کے بانی کی حماقتیں	۱۱۱
۳۲	محمد بن عبدالوہاب کے عقائد خبیثہ	۱۱۴
۳۳	تحریک وہابیت عہد بہ عہد	۱۱۷
۳۴	ان خارجیوں کے بارے میں پیش گوئیاں	۱۲۹
	محمد ابن عبدالوہاب نبوت کا دعوی کرنا چاہتا تھا	۱۴۰
	لطیفہ	۱۴۱

PDF Compressor Pro

شرفِ انتساب

بانیٔ دارالعلوم محبوبِ سبحانی عالمِ ربانی حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب قبلہ نوری مصباحی علیہ الرحمہ کے نام

جنہوں نے علم و فضل کے ایک عظیم قلعے کو تعمیر کر کے اہلِ سنت و جماعت پر احسان فرمایا۔

اور اپنے والدینِ کریمین اور جملہ اساتذۂ کرام دامت فیوضھم الکاملۃ کے نام

جن کی تربیت و نگاہِ توجہ نے اس ذرّۂ ناچیز کو اِس قابل بنایا۔

﴿گر قبول افتد زہے عز و شرف﴾

از: خاکسار سیّد محمد اکرام الحق قادری مصباحی

خادم دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی ۷۰

۲۷/ذی القعدہ ۱۴۳۵ھ

PDF Compressor Pro

حالاتِ مترجم (بقلم خود)

(ایک نظر میں)

نام مع ولدیت : سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی ابن سید محمد نشاط حسین (مرحوم)

تاریخ پیدائش : ۱۲/ ستمبر ۱۹۸۵ء

وطن : محلّہ سنگروسی، شہر اناؤ، یو۔پی۔ ہند۔

تعلیم : (۱) ناظرہ، حفظ، اعدادیہ: مدرسہ فیض عام، شہر اناؤ، یو۔پی

(۲) اولی، ثانیہ: دار العلوم وارثیہ، گومتی نگر، لکھنؤ، یو۔پی

(۳) از ثالثہ تا فضیلت وقراءت حفص: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یو۔پی

فراغت : جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یو۔پی (۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء)

تعلیمی اسناد : عالم، فاضل (درس نظامی) فاضل دینیات (عربی فارسی بورڈ یو۔پی)

PDF Compressor Pro

تدریس : دارالعلوم محبوب سبحانی امام احمد رضا چوک نیو مل روڈ کرلا (ویسٹ) ممبئی ۷۰ (از ابتدا تا حال بحیثیت صدر المدرسین)

اساتذۂ کرام : عمدۃ المحققین خیر الاذکیا حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب قبلہ مصباحی۔ سراج الفقہا محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ مصباحی۔ سند المحدثین حضرت علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ مصباحی۔ نصیر ملت حضرت علامہ محمد نصیر الدین صاحب قبلہ مصباحی۔ زینت تدریس شمس العلما حضرت علامہ مفتی محمد شمس الہدیٰ صاحب قبلہ۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ایوب مظہر صاحب قبلہ۔ عمدۃ الادبا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد زاہد علی صاحب قبلہ مصباحی سلامی۔ ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا نفیس احمد صاحب قبلہ مصباحی۔ صدر العلما حضرت علامہ صدر الوریٰ صاحب قبلہ مصباحی۔ ماہرِ علم وفن حضرت علامہ محمد ناظم علی صاحب قبلہ مصباحی۔ نازش لوح وقلم حضرت مولانا ساجد علی مصباحی۔ حضرت علامہ مفتی محمد غفران خان صاحب قبلہ۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نثار احمد صاحب قبلہ مصباحی اتاوی وغیرھم من نوابغ الدھر و اعلام العصر حفظھم اللہ تعالیٰ فی الدارین عن کل فتنۃ و شر.

تالیفات وتراجم :(۱) ادلۂ ایمانیہ شرح قصیدۂ نعمانیہ (۲) نبیٔ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت وبشریت کے جلوے (۳) جہالت بے نقاب (۴) غیر مقلدین سے چند سوالات (۵) اردو ترجمہ الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ (۶) اردو ترجمہ الجزأ المفقود من الجزأ الاول من مصنف عبد الرزاق (۷)

PDF Compressor Pro

اردو ترجمہ نور البدایات و ختم النہایات.

اہم مقالات :(۱) قصیدۂ نعمانیہ کا تحقیقی جائزہ (۲) علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی شرحِ مسلم کا تنقیدی جائزہ (۳) دین کی دعوت و تبلیغ میں خواتین کا داعیانہ کردار (۴) عقیدۂ حیاتِ انبیا قرآن واحادیث کی روشنی میں (۵) اسلام اور سائنس۔

PDF Compressor Pro

آغازِ سخن

.....

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

زیرِ نظر کتاب کوئی مستقل تصنیف نہیں بلکہ تیرہویں صدی ہجری کی ایک تاریخی عربی کتاب " الدُّرَرُ السَّنِیَّةُ فِیْ الرَّدِّ عَلٰی الْوَهَابِیَّةِ "، کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں صاحبِ کتاب سند المحدثین زین الحرم حضرت علامہ سید احمد زین دحلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے اختصار و ایجاز کے ساتھ آیاتِ کریمہ، احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ سَلَف سے استفادہ کرتے ہوئے معمولات و عقائدِ اہلِ سنّت کا اِثبات اور وہابیوں کی بدعات و خرافات کا اِبطال فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں مصنف نے دلائل و براہین کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا، خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں آپ کو وسیلہ

PDF Compressor Pro

بنانا، بوقتِ حاجت آپ کو صیغۂ ندا کے ساتھ پکارنا اور بوقتِ زیارت و دعا آپ کی مزارِ پاک کی جانب رخ اور قبلہ کی جانب پشت کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ مستحسن اور کارِ ثواب ہے۔ جملہ سلف وخلف کا ان پر عمل رہا ہے۔ آپ نے قرآنِ مقدس اور عربی محاورات میں مجازِ عقلی کے استعمال پر روشنی ڈالتے ہوئے ثبوتِ شفاعت پر بھی سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور آخر میں وہابی تحریک کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد و معمولات اور اس کی جہالت وحماقت کو بھی خوب آشکارا کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کتاب بہت عمدہ اور متعدد خوبیوں کی جامع ہے۔ چودھویں صدی کے مجدد امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحبِ کتاب سے سندِ حدیث حاصل کی ہے۔ چنانچہ اپنی لاجواب کتاب " **اقامة القيامة علىٰ طاعنِ القيامِ لنبيّ تهامة** ،، میں اِسی کتاب کا حوالہ پیش کرتے ہوئے صاحبِ کتاب کو اِن الفاظ میں یاد فرماتے ہیں "**خاتمة المحدثين، زين الحرم، عين الكرم** ،، اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر موصوف کا تذکرہ ان القاب کے ساتھ کرتے ہیں "**حضرت علامة الورىٰ ، علم الهدىٰ ، مولانا و شيخنا و بركتنا ، سيد سند احمد زين دحلان شافعي** ،، جس شخصیت کو اپنے وقت کا امامِ مطلق " **علامة الورىٰ ، خاتمة المحدثين اور سيد المحققين** ،، جیسے القابِ گراں قدر سے یاد کرے اس کی جلالتِ علمی اور شانِ رفیع کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

وہابی تحریک کے یومِ پیدائش سے لے کر آج تک اس شیطانی وابلیسی جماعت

PDF Compressor Pro

کے ردّ و ابطال میں یوں تو بے شمار کتب و رسائل لکھے جا چکے ہیں خود سرکارِ اعلیٰ حضرت مقتدائے اہلِ سنت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ردّ وہابیت میں دفتر کے دفتر تیار کئے اور اس فرعونی و طاغوتی سرکش جماعت کے باطل خیالات و مزعومات سے اہلِ عالم کو بچانے کی حتی المقدور کوشش فرمائی۔ آپ کے سبھی رسائل دلائل و براہین سے لبریز اور اہلِ باطل کے لئے موت کا پیغام ہیں۔ دیگر علمائے اہلِ سنت نے بھی ردّ وہابیت میں بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا(فجزاھم اللہ خیر الجزاء عنّا و عن جمیع المسلمین) ان تمام کتابوں میں حضرت علامہ سید احمد زین دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب " الدُّرَرُ السَّنِیَّۃُ فِیْ الرَّدِّ عَلیٰ الْوَھَابِیَّۃِ ،، کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ کیوں کہ جس وقت سرزمینِ عرب میں آلِ شیخ و آلِ سعود باہم مل کر تلوار کے زور پر وہابی تحریک کو پروان چڑھا رہے تھے اسی وقت مکۃ المکرّمہ کی پاک و مقدس سرزمین سے علامۂ موصوف ردّ وہابیت میں حق کی آواز بلند فرما رہے تھے۔ اِس کتاب کے تاریخی پس منظر کو سامنے رکھنے سے امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مخالفین کی جانب سے پھیلائے گئے پروپیگنڈے تارِ عنکبوت ثابت ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ کتاب متعدد خوبیوں کی حامل ہے۔ عربی میں ہونے کی وجہ سے صرف علما و عربی داں ہی اس سے استفادہ کر سکتے تھے۔ افادۂ عامہ کے لئے اسے اردو زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ سبھی لوگ اس ابلیسی جماعت کے مکر و فریب اور قرآن و احادیث سے متصادم اس کے نظریات و خیالات سے واقف ہو سکیں۔ تکمیلِ اِفادہ کے لئے آیات و احادیث پر

PDF Compressor Pro

اعراب کا بھی التزام کیا گیا ہے۔اب یہ معرکۃ الآراء اور عظیم الشان کتاب دارالعلوم محبوبِ سبحانی کے سعادت مند و نیک بخت طلبہ کی بزم ''بزم فیضانِ رضا،، کی جانب سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کی نگاہوں کو نور اور قلب کو سرور فراہم کر رہی ہے۔دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان ہونہار طلبہ کو زیورِ علم سے آراستہ فرمائے اور انہیں دین و دنیا کی برکات سے مالا مال فرمائے۔

مجھے اپنی ہیچ مدانی، بے مائیگی اور کم علمی کا پورا اعتراف ہے۔اہلِ علم کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اگر ترجمہ میں انہیں کہیں کوئی غلطی یا خامی نظر آئے تو چشم پوشی کرتے ہوئے اس فقیر راقم الحروف کو مطلع فرما دیں تا کہ اس کا ازالہ کیا جا سکے نیز احقر کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اسے پختہ کار بنائے اور اس کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔آخر میں مَیں سراپا سپاس بن کر استاذِ گرامی حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ مصباحی کی بارگاہ میں حاضر ہوں، کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر نہ صرف یہ کہ ترجمہ کو از اول تا آخر تعمقِ نظر کے ساتھ ملاحظہ فرمایا بلکہ دعائیہ کلمات لکھ کر اسے قابلِ اعتبار بنایا۔اللہ رب العزت انہیں علم و فضل کی معراج کرائے اور ان کے فیض کو عام فرمائے! آمین۔

از: احقر الزمن سید محمد اکرام الحق قادری مصباحی

PDF Compressor Pro

تقریظِ جلیل

عمدۃ الأفاضل عالمِ باعمل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا صاحب قبلہ مصباحی

صدر شعبۂ افتاء دار العلوم مخدومیہ جوگیشوری ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما علی حبیبہ اشرف المرسلین وعلیٰ آلہ

واصحابہ اجمعین

آج کے مغربیت زدہ، فیشن پرست، آوارہ اور خودسر ماحول نے اہل اسلام پر جو بھیانک اثرات مرتب کئے ہیں، اس کا قبیح ترین اثر یہ ہے کہ عام مسلمان مذہب واخلاق کے اصول وآداب سے آزاد ہوتا جارہا ہے۔ جس نے بدمذہبیت بالخصوص غیر مقلدیت کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ ماحول سازگار کرنا شروع کر دیا ہے۔ نتیجۃً اس کے خطرناک مناظر ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ کیوں کہ یہ

PDF Compressor Pro

مسلمہ حقیقت ہے کہ مذہب ومسلک سے آزادی اور اپنے اسلاف کی روش سے دوری وبیزاری انسان کو خود بخود بد مذہبیت کی دہلیز پر پہونچا دیتی ہے۔اسی لئے قرآن حکیم نے اتباع رسول ﷺ کے ساتھ سلف صالحین اور سواد اعظم کے طریقے پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے ہوئے اس راستے سے انحراف کی شدید ترین وعید سنائی ہے۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ”**ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسائت مصیرا**“ اور جو رسول ﷺ کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔(پارہ نمبر ۵، سورۂ نساء آیت نمبر ۱۱۵)

اور اللہ کے آخری پیغمبر ہادیٔ عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے سواد اعظم کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے اس سے انحراف کو دخول جہنم کا سبب قرار دیا ہے۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: ”**اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار**“ سواد اعظم کی پیروی کرو کیوں کہ جو سواد اعظم سے الگ ہوا وہ الگ ہی جہنم میں گیا۔(مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۰)

لہٰذا اس کا مقابلہ نہایت بیدار مغزی ومستعدی اور جانفشانی کے ساتھ فکری

PDF Compressor Pro

ونظریاتی وعملی سطح پر کیا جانا وقت کا نہایت اہم تقاضہ ہے۔ایسے حالات میں کتاب ''الدرر السنیۃ'' (جو وحید عصر فرید دہر عالم ربانی حضرت علامہ احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد ومعمولات مثلاً توسل، طلب شفاعت، استمداد، زیارت قبور اور حاضری بارگاہ رسالت مآب ﷺ وغیرہ موضوعات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑے انوکھے انداز میں بحث کی گئی ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ جگہ جگہ سلف صالحین اور سواد اعظم کے عقائد ونظریات کو بھی اس تناظر میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ سپرد قرطاس کیا گیا ہے جو قاری کے لئے وجدانی طور پر شرح صدر کا سبب بنتا ہے۔ پھر کتاب کے اخیر میں بڑی دیانت داری کے ساتھ وہابیت کے مکروہ چہرے سے سلفیت کا نقاب اتار کر تاریخی سچائیوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہابیت دراصل خارجیت ہی کا ایک نیا روپ اور اسی کے بطن خبیث کا ولد ذلیل ہے۔غرضیکہ پوری کتاب لاجواب معلومات پر مشتمل علم وحکمت کا ایک بحر ذخار ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے) کا شاندار اردو ترجمہ اسی تقاضے کے تکمیل کی ایک سعی مشکور ہے۔

فقیر راقم الحروف نے پوری کتاب (اصل کتاب اور اس کے ترجمہ کی زیروکس کاپی) از اول تا آخر مطالعہ کیا۔الحمد للہ بعض مقامات پر جزوی ترمیم کے علاوہ پوری کتاب کا ترجمہ سلیس بامحاورہ، محتاط اور بامقصد پایا۔اس کتاب کے مترجم

PDF Compressor Pro

فاضل گرامی وقار حضرت مولانا سید اکرام الحق صاحب مصباحی نضرہ اللہ المولیٰ تعالیٰ جماعت اہل سنت کے ابھرتے ہوئے مثالی عالم دین ہیں۔ اہل سنت کی عظیم ترین دینی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے فارغ التحصیل ہیں۔ اور فی الوقت عروس البلاد شہر ممبئی کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا میں بحیثیت صدرالمدرسین درس و تدریس اور امامت وخطابت کے فرائض بڑی کامیابی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ بڑے باصلاحیت، فعال، متحرک، باذوق اور سنجیدہ، خوش مزاج، خوش اخلاق باوقار اور سلجھی ہوئی طبیعت کے مالک ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں بڑی مختصر سی مدت میں آپ کے رشحات قلم نے اپنی شاہکار تحریروں سے عوام وخواص کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

مولائے کریم مولانا کی اس کاوش کو بھی مقبول عوام وخواص بنا کر اور ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں پیدا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ و آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم.

محمد اختر رضا مصباحی

خادم التدریس والافتاء دارالعلوم مخدومیہ وخطیب وامام مخدومیہ مسجد

اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی۔ ۸؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق

۸؍جون ۲۰۱۴ء بروز جمعہ

PDF Compressor Pro

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑئے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل "یا رسول اللہ" کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور! ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور! جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر مومنو! اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجاء و استعانت کیجئے
یارسول اللہ! دہائی آپ کی گوشمالِ اہلِ بدعت کیجئے
میرے آقا حضرت اچھے میاں! ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

☆☆☆ (حدائقِ بخشش)

PDF Compressor Pro

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی سَآئِرِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَ شَرَّفَ أُمَّتَهٗ عَلٰی سَآئِرِ الْأُمَمِ وَ أَعْلٰی لَهُمُ الدَّرَجَاتِ وَعَلٰی آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ الْمُقْتَفِيْنَ آثَارَهٗ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ فِیْ جَمِيْعِ الْحَالَاتِ

اَمّا بعد، مسجدِ حرام میں علم حاصل کرنے والوں کا خادم، بڑا گنہگار، سیاہ کار اور اپنے ربِّ کریم کا نیاز مند محتاج بندۂ فقیر احمد بن زینی دحلانی (**رحمة الله تعالیٰ علیه**) عرض کرتا ہے (رب تعالیٰ اس کی، اس کے والدین کی، اس کے مشائخ کی، اس سے محبت کرنے والوں کی اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے) کہ مجھ سے ایسے محبین نے درخواست کی جن کی مخالفت کرنا میرے بس سے باہر ہے کہ میں ان کے لئے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے اُن دلائلِ قاطعہ اور حججِ قاہرہ کو جمع کردوں جن سے علمائے اہلِ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کے باب میں استدلال کرتے ہیں۔ اور اُن اقوال کو بیان کردوں جو اِس باب میں علمائے سلف وخلف اور ائمۂ مجتہدین سے

PDF Compressor Pro

منقول ہیں، تاکہ منکرین کا انکار باطل و مردود ہو جائے۔ اُن کی اِس درخواست کو قبول کر کے بہت سی کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے میں نے اِس رسالہ کو مرتب کیا ہے۔ علمائے اخیار کی کتابوں میں موجود تفصیلی دلیلوں پر اعتماد کرتے ہوئے میں نے اِس رسالہ میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔ فاستعین اللہ و اقول .

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ جان لیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا جائز و مستحسن ہے۔ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

آیتِ قرآنیہ سے ثبوت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ نساء آیت: ۶۴ [اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے] یہ آیتِ مبارکہ امتِ مرحومہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنے اور ان سے بخشش چاہنے پر برانگیختہ کر رہی ہے اور خود رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والوں کے لئے استغفار کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ حکم منقطع نہیں ہوا۔ اس آیتِ کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا اسی وقت پائیں گے جب کہ وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر استغفار کریں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش کی

PDF Compressor Pro

دعا کریں۔ ربا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے لئے استغفار کرنا تو یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔محمد۔آیت:۱۹﴾ [اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو] مسلم شریف میں حدیثِ صحیح ہے کہ بعض صحابہ نے اِس آیتِ کریمہ سے وہی مفہوم سمجھا جس پر آیتِ کریمہ دلالت کر رہی ہے۔ جب حدیثِ صحیح سے رسولِ پاک کی بارگاہ میں صحابۂ کرام کا آنا اور استغفار کرنا ثابت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیتِ توبہ اور نزولِ رحمت کو ثابت کرنے والے امورِ ثلاثہ (غلاموں کا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونے۔ توبہ واستغفار کرنے۔ حضور کا ان کے لئے دعا اور استغفار کرنے) کا ثبوت مکمل ہو گیا۔ آنے والی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا ظاہری حیات کے ساتھ خاص نہیں۔ جبکہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ شفقت اور غایتِ رحمت کو بخوبی جانتے ہیں کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے رب تعالیٰ سے استغفار کرتے ہوئے آتا تھا آپ اس کے لئے بخشش کی دعا فرماتے تھے۔ یہ آیتِ کریمہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں آنے والے مخصوص افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن چونکہ علّت وسبب عام ہے لھذا آیتِ کریمہ ہر اُس شخص کو عام ہوگی جس کے اندر یہ وصف پایا جائیگا۔ چاہے قبلِ وصال ہو یا بعدِ وصال۔ اسی وجہ سے علمائے کرام اِس آیت کا یہی معنیٰ ومفہوم سمجھے کہ آیتِ کریمہ تمام آنے والوں کو شامل ہے اور انہوں نے آنے والوں کے لئے مستحب قرار دیا ہے کہ قبرِ انور کے پاس اِس آیتِ کریمہ کی تلاوت کریں اور اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ سے بخشش چاہیں۔ انہوں نے اِس فعل کو مسنون قرار دیا ہے اور

PDF Compressor Pro

آدابِ زیارت میں شمار کیا ہے۔ اور مذاہبِ اربعہ کے مصنفین نے روضۂ اقدس کی زیارت کو مناسکِ حج میں شمار کیا ہے۔ یہ آیتِ کریمہ اِس بات پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ آنے والا سفر کر کے آیا ہو یا نہ آیا ہو اِس سے حکم میں کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ [جاؤک] مقامِ شرط میں واقع ہے اور شرط عموم پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ . نساء ۔آیت: ۱۰۰﴾ [اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا] معمولی سے معمولی علم والا بھی اِس میں شک نہیں کریگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہے۔ کیونکہ احادیثِ کریمہ کی دلالت سے واضح ہے کہ بعدِ وصال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا قبلِ وصال زیارت کرنے ہی کی طرح ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان کی زندگی میں کرنا قطعی اور یقینی طور پر آیتِ کریمہ میں داخل ہے اسی طرح بعدِ وصال روضۂ اقدس کی زیارت کرنا بھی داخل ہے ۔جیسا کہ عنقریب احادیثِ کریمہ سے اس کا ثبوت فراہم کر دیا جائیگا۔ (احادیثِ مبارکہ سے زیارت کا ثبوت عن قریب آرہا ہے)۔

قیاس سے ثبوت: روضۂ اقدس کی زیارت کا ثبوت قیاس سے بھی ہے۔ کیونکہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں قبروں کی زیارت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کی زیارت زیادہ افضل و اعلیٰ اور لائق و فائق ہے بلکہ آپ کے روضۂ

PDF Compressor Pro

اقدس اور دوسرے اولیائے کرام کی قبروں کی زیارت میں کوئی مناسبت ہی نہیں (زمین و آسمان کا فرق ہے)۔ نیز احادیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بقیع اور شہدائے اُحُد کی قبروں کی زیارت کی ہے تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور زیارت کی زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ آپ واجبُ التعظیم ہیں اور آپ کے روضۂ انور کا دیدار محض تعظیم کرنے اور برکت حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قبرِ انور پر فرشتوں کی موجودگی کے باعث زیارت کرنے اور کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے والا عظیم رحمتوں اور برکتوں کا حق دار بن جاتا ہے۔

اجماع سے ثبوت: روضۂ انور کی زیارت کا استحباب (مستحب ہونا) اجماعِ مسلمین سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی نے "الجوهر المنظم فی زیارة قبر النبی المکرم" میں فرمایا: قابلِ اعتماد علمائے کرام اور ائمۂ عظام کی ایک بڑی جماعت نے روضۂ اقدس کی زیارت کے مشروع ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ہاں اُن کے مابین زیارت کے واجب یا مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔ تو زیارت کی مشروعیت کا انکار کرنے والے خرقِ اجماع کرنے والے ہیں (اور خرق اجماع کرنے والے کے گمراہ و گمراہ گر ہونے میں کچھ شبہ نہیں)

وجوبِ زیارت کے قائلین کی دلیل: آقا علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا ﴿مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَ لَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ﴾ [رواه ابن عدی بسند یحتج به] یعنی جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔ یہ

PDF Compressor Pro

حضرات فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی حرام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت نہ کرنا بے وفائی پر مشتمل ہے، اس لئے حرام ہے۔ پس ثابت ہوا کہ زیارت کرنا واجب وضروری ہے۔

اِس دلیل کا جواب: استحباب کا قول کرنے والے جمہور علما نے اِس استدلال کا یہ جواب دیا کہ بے وفائی اُن امور میں سے ہے جن کا معنی نسبت کرنے سے بدل جاتا ہے۔ کسی مستحب کو ترک کرنے والا بھی بے وفا کہلاتا ہے کیونکہ اس نے نیکی اور صلہ کو ترک کر دیا۔ اور ''جفا'' (بے وفائی) کا اطلاق طبیعت کے سخت ہونے اور کسی سے دور ہو جانے پر بھی ہوتا ہے۔ لھذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔ یہی اکثر علمائے سَلَف وخَلَف کا مذہب مہذَّب ہے۔ دونوں قول میں سے جس قول کو بھی اختیار کریں یہ چیز بہر حال ثابت ہے کہ روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے سفر کرنا اہم قُربت اور کامیاب ترین کوشش ہے۔ اس سلسلہ میں ایسی صریح اور صحیح حدیثیں مروی ہیں جن میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان میں وہی شک کریں گے جو نورِ بصیرت سے محروم ہیں۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

احادیثِ کریمہ سے زیارت کا ثبوت: (۱) آقائے کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ﴿مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ وَ فِیْ رِوَایَةٍ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ﴾ [جس نے میرے روضۂ انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی] اسے امام دارقطنی اور کثیر ائمۂ حدیث نے روایت کیا ہے۔ امام سبکی نے اپنی کتاب ''شفاء السقام فی

PDF Compressor Pro

زیارۃ قبر خیر الانام ،، میں اِس حدیث کی سندوں کو اور اِس کی صحت کو ثابت کرنے والے ائمۂ حدیث کے بارے میں تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ثبوتِ زیارت پر دلالت کرنے والی حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔ ان کی ذکر کردہ تمام روایتوں سے اس حدیث کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ چند روایتیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ﴿مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ﴾ [جس نے وصال کے بعد میرے روضۂ اقدس کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی]

(۳) ﴿مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا تَهُمُّهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ أَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴾ [جو صرف میری زیارت کرنے کے ارادہ سے میرے پاس آیا نہ کہ کسی دوسری غرض سے تو اس کا مجھ پر یہ حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں]

(۴) ایک روایت اس طرح ہے ﴿مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا کَانَ لَهٗ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ أَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ﴾ [جو میری زیارت کرنے کے ارادہ سے میرے پاس آیا تو اس کا اللہ عزوجل پر یہ حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں] امام ابو یعلی، دارقطنی، طبرانی، بیہقی اور ابنِ عساکر کی روایت اس طرح ہے (۵) ﴿مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ ﴾ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ﴿فَزَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ عِنْدَ قَبْرِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ﴾ [جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر انور کے پاس آکر میری زیارت کی تو گویا اس نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی] (۶) ایک روایت یوں ہے ﴿مَنْ حَجَّ فَزَارَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ﴾ [جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری مسجد میں میری زیارت

PDF Compressor Pro

کی وہ اس شخص کی طرح ہے جسے میری ظاہری حیات میں زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہو] ایک روایت میں یہ اضافہ ہے(۷)﴿مَنْ زَارَنِیْ اِلٰی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَ شَهِیْدًا وَ مَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾ [جس نے مدینہ آ کر میری زیارت کی تو میں اس کے لئے شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا اور جس کا انتقال حرمین میں سے کسی ایک میں ہوگا تو اللہ تعالی اسے بروزِ قیامت امان والوں میں اٹھائیگا] اس زیادتی کے ساتھ اسے ابوداؤد الطیالسی نے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد امام سبکی نے بہت سی حدیثیں ذکر کی ہیں۔ یہ ساری حدیثیں روضۂ اقدس کی زیارت کے مشروع ہونے پر دلالت کر رہی ہیں۔ انہیں ذکر کر کے میں کلام کو طویل نہیں کرنا چاہتا۔ یہ تمام حدیثیں نہ صرف یہ کہ زیارت کے مستحب ہونے میں صریح ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قبل و بعد مرد و عورت ہر ایک کے لئے زیارت کو موکّد کر رہی ہیں۔

جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا جائز ہے اسی طرح دیگر انبیائے کرام علیهم الصّلوة والسلام اور شہداء و صالحین رضوان الله علیهم اجمعین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی جائز ہے۔ زیارت میں سفر داخل ہے کیونکہ زیارت زائر [زیارت کرنے والے] کے مکان سے مزور [جس کی زیارت کی جائے] کے مکان تک منتقل ہونے کا تقاضہ کرتی ہے جیسا کہ آیتِ کریمہ" ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک الخ "، میں صیغۂ "جآءُوْ"، بصراحت منتقل ہونے کا تقاضہ کر رہا ہے۔ جب ہر زیارت قربت ہے تو اس کے لئے سفر کرنا بھی قربت ہوگا اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنۃ البقیع میں مدفون اپنے صحابہ کی قبروں کی زیارت

PDF Compressor Pro

کے لئے اور غزوۂ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ دوسروں کی زیارت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا مشروع ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کے لئے جانا بدرجۂ اولی جائز ہوگا۔ اور متفق علیہ قاعدہ ہے کہ قربت وعبادت کا حصول جس ذریعہ اور وسیلہ پر موقوف ہوگا اُس قربت تک پہونچانے کے لحاظ سے وہ وسیلہ بھی قربت وعبادت میں شمار ہوگا۔ لھذا اگر اتفاقاً کسی دوسری جہت سے اس وسیلہ سے کسی جرم (مثلاً غصب شدہ راستہ پر چلنا وغیرہ) کا انضمام ہو جائے تو اس میں کوئی منافات نہیں۔ اس قاعدہ سے صراحۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح زیارت کرنا قربت ہے اسی طرح اس کے لئے سفر کرنا بھی قربت ہے۔ اور جس (جاہل) نے یہ گمان کیا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا محض قریب میں رہنے والے کے حق میں عبادت ہے تو اس نے شریعتِ مطہرہ پر جھوٹ باندھا۔ اس کی بات لائقِ اعتنا نہیں۔

اور بعض ایمان سے محروم لوگوں نے جو یہ خیال کیا کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت اور اس کے لئے سفر کرنے سے روکنا صرف عقیدۂ توحید کی حفاظت کے لئے ہے۔ کیونکہ بسا اوقات انسان اِس سے شرک تک پہونچ جاتا ہے۔ تو اِن حرماں نصیبوں کا یہ خیال باطل ومردود ہے۔ اس لئے کہ شرک اس وقت ہوگا جب کہ قبروں کو مسجد بنایا جائے یا ان کے پاس اعتکاف کیا جائے اور اُن میں تصویریں بنائی جائیں، کیونکہ اِن امور کا شرک ہونا احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ زیارت کرنا، سلامی بھیجنا اور دعا کرنا اس کے بر خلاف ہیں۔ ہر عقل مند اِن دونوں کے مابین فرق کر سکتا ہے۔ اب یہ بات متحقق ہوگئی کہ

PDF Compressor Pro

زیارت کرنے والا اگر شریعتِ مطہرہ کے آداب ملحوظ رکھ کر زیارت کرے تو اس سے کوئی بھی شرعی خرابی لازم نہیں آتی۔ روضۂ اقدس کی زیارت سے روکنے کا قول کرنے والے اللہ عزوجل اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں افتراء کرنے والے (بہتان والزام لگانے والے) ہیں۔

یہاں پر دو چیزیں لَابُدّ ی اور ضروری ہیں (۱) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو لازم جاننا اور انہیں ساری مخلوق سے افضل و بہتر سمجھنا (۲) اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ رب تبارك و تعالی اپنی ذات وصفات اور اپنے جملہ افعال میں اپنی ساری مخلوق میں منفرد و یکتا ہے۔ جو اِن (ذات وصفات اور افعال) میں کسی مخلوق کو باری تعالی کا شریک جانے وہ مشرک ہے اور جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مرتبہ سے نیچے کردے تو وہ سخت گنہگار یا کافر ہے۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ تو کرے لیکن باری تعالی کے صفاتِ خاصہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت نہ مانے تو ایسا انسان حق تک پہونچ گیا اور اس نے ربوبیّت ورسالت دونوں کے پہلوؤں کی رعایت وحفاظت کی۔ یہ قول بالکل معتدل اور افراط وتفریط سے خالی ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ﴿لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ ،اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی﴾ [صرف تین مساجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ مسجد حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی شریف) اور مسجدِ اقصی] سو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی تعظیم یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے شدِّ رِحال نہ کیا جائے۔ صرف اِن تین مسجدوں میں نماز پڑھنے اور ان کی

PDF Compressor Pro

تعظیم کرنے کے لئے ہی شدِّ رحال کیا جائے۔ اِس حدیث کی یہ تاویل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر تقدیری معنی یہ نہ ہو تو یہ حدیث جہاد، حج، ہجرت از دارِ کفر، طلبِ علم اور تجارتِ دنیا کے لئے سفر کے حرام و ناجائز ہونے کا تقاضہ کریگی۔ حالانکہ اس کا قائل کوئی نہیں۔

علامہ ابن حجرؒ "الجوهر المنظم"، میں فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور کی اِس تاویل کی صحت پر وہ حدیث دلالت کر رہی ہے جو سندِ حسن کے ساتھ مروی ہے اور جس میں یہ صراحت ہے کہ مسجدِ حرام، میری اس مسجد اور مسجدِ اقصی کو چھوڑ کر کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے رختِ سفر باندھنا اور شدِّ رحال کرنا جائز نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ یہ مسئلہ بالکل واضح اور روشن ہے۔ اس سلسلہ میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لھذا گفتگو کو اِس سے زیادہ طویل کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل جس کی بصیرت کو روشن و تابناک کر دے تو اس کے لئے اِس سے کم میں بھی کفایت ہے اور جس کی بصیرت چھین لے تو آیاتِ قرآنیہ اور دلائل کے انبار بھی اس کے لئے بے سود (بے فائدہ ثابت) ہوتے ہیں۔

رہی بحث وسیلے کی تو اِس کا ثبوت بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور ائمۂ سلف وخلف کے اقوال وافعال سے ملاحظہ فرمائیں۔

نبی ﷺ کے اقوال سے وسیلہ کا ثبوت: بہت سی احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ﴾ [اے اللہ میں تجھ سے اُس حق کے وسیلے سے مانگتا ہوں جو سائلین کا تجھ پر ہے

PDF Compressor Pro

]بلا شبہ یہ توسُّل ہے۔اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔چنانچہ حضرت امام ابن ماجہ سندِ جید کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِيْنَ عَلَيْكَ وَ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَاىَ هٰذَا اِلَيْكَ فَاِنِّىْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَلَا بَطِرًا وَلَا رِيَآءً وَ لَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اِتِّقَآءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِكَ وَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِىْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تَغْفِرَلِىْ ذُنُوْبِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ وَاسْتَغْفَرَلَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ﴾ [جو اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کے وسیلہ سے اور تیری بارگاہ میں اپنی اس حاضری کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔کیونکہ میں تکبر وغرور اور دکھاوے کے لئے نہیں نکلا بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا چاہنے کے لئے نکلا ہوں۔اے اللہ! میرا تجھ سے سوال ہے کہ تو مجھے دوزخ سے نجات عطا فرما اور میرے تمام گناہوں کو بخش دے! بے شک گناہوں کو صرف تو ہی بخشنے والا ہے۔(جب نکلنے والا یہ دعا مانگتا ہے تو) خدائے عزوجل اس کی جانب خاص توجہ فرماتا ہے اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے بخشش کرتے ہیں]

اسے امام جلال الدین سیوطی نے "الجامع الکبیر" میں ذکر کیا ہے اور بہت سے ائمۂ کرام نے بھی اسے اپنی اپنی کتابوں میں اُس مقام پر ذکر کیا ہے جہاں پر نماز کے لئے نکلتے وقت مسنون دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔بعض علما نے یہاں تک فرمایا کہ میں اسلاف

PDF Compressor Pro

میں سے کسی کو بھی نہیں پاتا کہ وہ نماز کے لئے جاتے وقت اس دعا کا ورد نہ کرتے ہوں۔ ذرا غور تو کریں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ﴿بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْکَ﴾ میں ہر مومن بندے سے توسل ہے۔ اس حدیث کو ابن سنی نے بھی موذّنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں ﴿کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْکَ وَ بِحَقِّ مَخْرَجِیْ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَلَا بَطِرًا وَلَا رِیَآءً وَ لَا سُمْعَۃً خَرَجْتُ اِتِّقَآءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِکَ وَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تُدْخِلَنِیْ الْجَنَّۃَ﴾ [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے نکلتے تو کہتے: اللہ کے نام سے نکل رہا ہوں۔ میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے اسی پر بھروسہ کیا۔ کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ ہی کی جانب سے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سائلین کے حق اور اپنے اس نکلنے کے حق کے طفیل سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ میں تکبر وغرور اور دکھاوے کے لئے نہیں نکلا، میں تو تیری رضا چاہنے اور تیری سختی سے بچنے کے لئے نکلا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دوزخ سے پناہ دے اور جنت میں داخل فرما] اور اسے حافظ ابونعیم نے بھی "عمل الیوم واللیلۃ،، میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں ﴿کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ﴾ بقیہ الفاظ وہی ہیں جو اس سے پہلے والی حدیث میں گزرے۔ اور اسے حضرت ابوسعید ہی کی سند سے حضرت امام بیہقی نے بھی "کتاب

PDF Compressor Pro

الدَّعَوَاتُ،، میں روایت کیا ہے۔ان تمام روایتوں میں محلّ استدلال رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قول " بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ ،، ہے۔کیونکہ اِن الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ توسل کا صدور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا۔تابعینِ عظام اور بعد کے اسلافِ کرام نماز کے لئے جاتے وقت اِس دعا کو پڑھتے اور استعمال کرتے رہے۔ان الفاظ سے دعا مانگنے میں کسی نے بھی تردُّد اور انکار کا اظہار نہیں کیا (یہ ساری چیزیں توسل کے جائز و مستحسن ہونے پر دلالت کر رہی ہیں)

رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ بعض دعاؤں میں کہتے تھے ﴿بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ﴾ اس روایت کے تعلق سے علامہ ابن حجر نے " الجوهر المنظم ،، میں فرمایا: رواه الطبرانی بسند جید [یعنی اس حدیث کو امام طبرانی نے عمدہ سند سے روایت کیا ہے] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ﴿اِغْفِرْ لِاُمِّيْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَ وَسِّعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَآءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ﴾ [اے اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اپنے نبی اور انبیائے سابقین کے طفیل ان کی قبر کو کشادہ فرما] بھی از قبیلِ توسل ہے۔یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام طبرانی نے " المعجم الکبیر ،، اور " المعجم الاوسط ،، میں اور امام ابن حبان اور امام حاکم نے اپنی اپنی کُتُب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کا انتقال ہوا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ

PDF Compressor Pro

وسلم کی صحابیہ تھیں۔تو آپ کے انتقالِ پُر ملال کی خبر سن کر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن کے سرہانے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ﴿رَحِمَکِ اللّٰہُ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّی﴾ [اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ میری والدہ کے بعد میری ماں کے قائم مقام تھیں] اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف وتوصیف کی اور انہیں اپنی چادر کا کفن عطا فرمایا۔ پھر قبر کھودنے کا حکم دیا۔قبر کھودنے والے جب لحد تک پہونچے تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد کو اپنے دستِ اقدس سے تیار کیا اور اس کی مٹی اپنے ہاتھوں سے باہر نکالی۔فارغ ہونے کے بعد اُن کی لحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور اس کے اندر لیٹ کر یہ دعا پڑھی ﴿اَللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَ وَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ﴾ [اے موت وزندگی دینے والے اور کبھی نہ مرنے والے خدا! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اپنے نبی اور مجھ سے پہلے کے انبیائے کرام کے طفیل ان کی قبر کو کشادہ فرما۔کیونکہ تو ہی ارحم الراحمین ہے] امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے،امام ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام ابونعیم نے" حلیۃ الاولیاء "،میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

اُس حدیثِ صحیح میں بھی توسل کے جواز کو صراحۃً بیان کیا گیا ہے جسے سندِ صحیح کے ساتھ امام ترمذی،امام نسائی،امام بیہقی اور امام طبرانی نے مشہور صحابیِ رسول حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا انسان رسول پاک صلی اللہ علیہ

PDF Compressor Pro

وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ حضور! اللہ سے میری عافیت کی دعا فرمادیں۔ اس کی درخواست کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَ اِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَهُوَ خَيْرٌ﴾ [اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کردوں اگر تو چاہے تو صبر کرے یہی تیرے لئے زیادہ بہتر ہے] اس نے کہا: حضور دعا ہی فرمادیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: جاؤ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيْکَ بِنَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ أَتَوَجَّهُ بِکَ إِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی لِیْ أَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ﴾ [اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری بارگاہ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کے وسیلے سے اپنی حاجت کے سلسلہ میں اپنے رب کی جانب متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ ہماری حاجت پوری فرمادے۔ اے اللہ! میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما] یہ دعا مانگتے ہی وہ شخص بینا (انکھیارا) ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: بخدا نہ ہم جدا ہوئے اور نہ ہمارے درمیان بہت طویل کلام ہوا حتی کہ وہ شخص بالکل صحیح وسالم ہو کر واپس آ گیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کبھی نابینا ہوا ہی نہ ہو۔ اس حدیثِ پاک میں ''توسل،، کا ثبوت بھی ہے اور ''ندائے یا رسول اللہ،، کا جواز بھی۔ اسے حضرتِ امامِ بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور امام حاکم نے ''المستدرك،، میں سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام جلال الدین نے ''الجامع الکبیر،، اور ''الجامع الصغیر،، میں ذکر کیا ہے۔

منکرینِ توسل (وسیلے کا انکار کرنے والے وہابی) یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس طرح کا

PDF Compressor Pro

توسل رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں جائز تھا اور اب جائز نہیں۔ کیونکہ اُن کا یہ قول باطل و مردود اور نا قابل قبول ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام نے بھی اِس دعا کا استعمال کیا ہے۔ چنانچہ امام طبرانی اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورۂ خلافت میں ایک شخص اپنی حاجت لے کر اُن کی بارگاہ میں بار بار آتا تھا۔ حضرت عثمان نہ ہی اُدھر توجہ دے پاتے اور نہ ہی اُس کی حاجت میں غور کر پاتے۔ اُس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف (اس حدیث کے راوی) سے شکایت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وضو خانہ جا کر اچھی طرح وضو کرو اور مسجد میں آ کر نماز پڑھو پھر اس طرح دعا کرو (اللھم انی اسئلک الخ) دعا کرنے کے بعد اپنی حاجت پیش کرو۔ وہ شخص گیا اور حضرت عثمان بن حنیف کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ پاک کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر دربارِ خلافت تک پہونچا دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا: اپنی حاجت پیش کرو! اس نے جیسے ہی اپنی حاجت پیش کی آپ نے اسے پورا کر دیا۔ پھر فرمایا: جب بھی تمہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو بلا روک ٹوک میرے پاس چلے آیا کرو۔ باہر آنے کے بعد اس کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف سے ہوئی تو اس نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! خلیفہ میری طرف توجہ نہیں فرما رہے تھے۔ اب آپ کی سفارش پر انہوں نے میری حاجت رفع (پوری) کی ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے جواب دیا۔ بخدا میں نے تمہاری سفارش بالکل نہیں کی ہے۔ بلکہ معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک نابینا شخص رسول پاک صلی

PDF Compressor Pro

اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور اپنی حاجت پیش کی۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن حنیف نے اسے پورا قصہ سنایا۔

اس حدیثِ پاک میں بعدِ وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغۂ ندا کے ساتھ پکارنے کا ثبوت ہے۔ امام بیہقی اور امام ابن ابی شیبہ سندِ جید کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی کے شکار ہو گئے۔ صحابیِ رسول حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس آ کر عرض پرداز ہوئے ﴿ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ ھَلَکُوْا ﴾ [یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بارش کی دعا کر کے اپنی امت کو سیراب فرمائیں کیونکہ وہ ھلاکت کے دہانے پر پہونچ چکی ہے] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی کہ انہیں عنقریب سیراب کیا جائیگا۔

یہاں پر خواب سے استدلال نہیں ہے کیونکہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا اگرچہ حق ہے لیکن اس سے احکامِ شرع کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگرچہ خواب سچا ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ خواب دیکھنے والے پر کلام مشتبہ ہو گیا ہو۔ بلکہ استدلال صحابیِ رسول حضرت بلال بن حارث کے فعل سے ہے۔ کیونکہ ان کا روضۂ اقدس پر آ کر "یا رسول اللہ"، کہنا اور امت کے لئے نزولِ بارش کی دعا کرنا ہی جواز کی دلیل ہے۔ یہی تو توسل، تشفع اور استغاثہ ہے اور یہ عظیم ترین عبادت ہے۔

(اور حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ) جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے شجرِ ممنوعہ (یعنی جس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا تھا، اس کا پھل) کھا لیا تھا تو

PDF Compressor Pro

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ ہی سے دعا کی تھی حالانکہ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ ظاہری نہ تھا۔ اور جس حدیث میں آیا کہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ و السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی تھی اسے حضرت امام بیہقی نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دلائل النبوۃ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے بارے میں امام ذہبی نے فرمایا: عَلَیْکَ بِهٖ فَاِنَّهٗ کُلُّهٗ هُدًی وَّ نُوْرٌ [اس کتاب کا مطالعہ کرنا اپنے اوپر لازم کرلو! کیونکہ یہ کتاب سراپا ہدایت ونور ہے]۔ اس حدیثِ توسُّل کو حضرت امام بیہقی نے فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیْئَةَ قَالَ: یَا رَبِّ! اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ. فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: یَا آدَمُ! کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ اَخْلُقْهُ؟ قَالَ: یَا رَبِّ! اِنَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اِسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ. فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: صَدَقْتَ یَا آدَمُ! اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذْ سَئَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ﴾ [جب آدم علیہ الصلوۃ و السلام سے اجتہادی خطا ہوگئی تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔ اے میرے رب! تجھے محمد (ﷺ) کا واسطہ مجھے بخش دے۔ ان کی درخواست سن کر رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تو نے محمد کو کیسے جانا جب کہ میں نے انہیں اب تک پیدا نہیں کیا؟ عرض کی۔ اے میرے رب! جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے سر اٹھا کر عرش کو دیکھا تو اس کے

PDF Compressor Pro

ستونوں پر ''لا إلٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ،، لکھا پایا۔ تو میں نے جان لیا کہ جس ذات کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ تیرے نزدیک ساری خلقت میں سب سے زیادہ محبوب ہے (اسی لئے میں نے ان کا وسیلہ پیش کیا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا۔ وہ میرے نزدیک مخلوق میں سب سے محبوب ہیں۔ اب چونکہ تو نے ان کے وسیلہ سے دعا کی ہے اس لئے میں نے تجھے بخش دیا۔ اور (سنو) اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا] اسے امام حاکم نے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے اور امام طبرانی نے روایت کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ﴿وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ﴾ [وہ تیری اولاد میں آخری نبی ہوں گے] حضرت امامِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ منصور کو اسی توسل کا مشورہ دیا۔ ہوا یوں کہ خلیفہ منصور حج کرنے کے ارادہ سے آیا اور روضۂ اقدس کی زیارت سے شادکام ہوا۔ اُس وقت حضرتِ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجدِ نبوی شریف میں موجود تھے۔ اُس نے آپ سے دریافت کیا ﴿يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَ أَدْعُوْ أَمْ أَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَ أَدْعُو؟ فَقَالَ لَهُ الإِمَامُ مَالِكٌ: وَ لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَ وَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدَمَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى بَلْ إِسْتَقْبِلْ وَاسْتَشْفِعْ بِهِ فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ فِيْكَ قال اللّٰه تعالى: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ نساء آیت: ۶۴﴾ [اے ابوعبداللہ! (یہ امام مالک کی کنیت ہے) میں کعبہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر کے دعا کروں؟ امام مالک نے اس سے فرمایا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا چہرہ کیسے پھیر

PDF Compressor Pro

سکتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا اور تیرے والد حضرت آدم کا وسیلہ ہیں۔ بلکہ انہیں کی طرف رخ کر اور اُن سے شفاعت طلب کر۔ اللہ ان کی شفاعت تیرے حق میں قبول فرمائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "اے محبوب! اگر آپ کے امتی اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپکی بارگاہ میں آئیں اور اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش کی دعا کردیں تو وہ اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا پائیں گے] اسے امام قاضی عیاض نے "الشفاء،، میں سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ اور امام سبکی نے "شفاء السقام ،، میں، سید سمہودی نے " خلاصة الوفاء ،، میں، علامہ قسطلانی نے " المواهب اللدنية ،، میں ،علامہ ابن حجر نے " الجوهر المنظم ،، میں اور بہت سے اربابِ مناسک نے آدابِ زیارت میں ذکر کیا ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر نے " الجوهر المنظم،، میں فرمایا: حضرت امام مالک سے یہ روایت ایسی سندِ صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ کسی بھی اہل علم نے اس میں طعن نہیں کیا۔

حضرت امام زرقانی نے " شرح المواهب ،، میں فرمایا: اس قصہ کو ابن فہد نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا اور امام قاضی عیاض نے "الشفاء ،، میں ایسی صحیح سند کے ساتھ بیان کیا کہ جس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ ایک بھی راوی وضّاع یا کذّاب نہیں۔ امام زرقانی نے اپنے اِس قول سے ان لوگوں کا رد فرمایا جو یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت امام مالک سے ثابت نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک قبرِ انور کی طرف رخ کر کے دعا مانگنا مکروہ ہے۔ تو امام زرقانی کی اس صراحت سے معلوم ہوگیا کہ امام مالک کی جانب کراہیت کی نسبت کرنا باطل ومردود ہے۔

PDF Compressor Pro

اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمٰتٍ ۔البقرہ۔آیت:۳۷﴾ [پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے] کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فرمایا: حضرت آدم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا بھی انہیں کلمات میں سے ہے جب کہ انہوں نے فرمایا: اے میرے رب! تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حرمت کا واسطہ! مجھے بخش دے۔

اور حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب لوگ سخت قحط سالی کا شکار ہو کر ہلاک ہونے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی۔ ان کی دعا مقبول ہوئی اور حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے انہیں بارش سے سیراب کیا گیا۔اس حدیث کو حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔اور یہ توسل ہی تو ہے۔

علامہ قسطلانی نے "المواهب اللدنية"، میں فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے وقت فرمایا: ﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرٰى لِلْعَبَّاسِ مَايَرٰى الْوَلَدُ لِلْوَالِدِ فَاقْتَدُوْا بِهٖ فِيْ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ وَاتَّخِذُوْهُ وَسِيْلَةً اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى﴾ [اے لوگوں! حضرت عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک باپ کا مقام رکھتے تھے۔تو ان کے عم محترم (چچا جان) حضرت عباس کے سلسلہ میں تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ]۔

اِس روایت میں توسل کی صراحت ہے۔اس سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو یہ کہتے ہیں

PDF Compressor Pro

کہ وسیلہ مطلقاً ناجائز ہے اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔ جن کو وسیلہ بنایا جارہا ہے چاہے وہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ اور اُن لوگوں کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا تو جائز ہے البتہ ان کے علاوہ کسی اور کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔ اور جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو ان کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ یہ تھے ﴿ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِیْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْقِنَا ﴾ [اے اللہ ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے دعا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ پس تو ہمیں سیراب فرما]۔

یہ حدیث بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور بخاری شریف کے اندر موجود ہے۔ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دیکر بارش کی دعا کرتے تھے تو ان کے وسیلہ سے لوگوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ علامہ قسطلانی کا کلام ختم ہوا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل حجت (اور جوازِ توسُّل کی دلیل) ہے کیونکہ ان کے بارے میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ ﴾ [اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان و دل پر حق کو مقرر فرما دیا ہے] اسے امام احمد اور امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ ابن عمر

PDF Compressor Pro

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ نیز امام احمد اور امام ابوداؤد نے اور امام حاکم نے "المستدرك"، میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اسے امام ابویعلیٰ نے اور امام حاکم نے "المستدرك"، میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام طبرانی نے "المعجم الکبیر"، میں حضرت بلال اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

امام طبرانی نے "المعجم الکبیر"، میں اور امام ابن عدی نے "الکامل"، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿عُمَرُ مَعِیْ وَ اَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ﴾ [عمر میرے ساتھ ہیں اور میں عمر کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہوگا، چاہے جہاں رہیں] یہ نوازش ویسی ہی ہے جیسی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرمائی تھی۔ کیونکہ ان کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿وَ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ﴾ [اے اللہ! علی جہاں بھی جائے حق کو اس کے ساتھ دائر فرما]

یہ حدیث مرتبۂ صحت پر فائز ہے۔ اسے بہت سے اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے۔ تو حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جہاں بھی رہے ان کے ساتھ حق ہوتا تھا۔ ان دونوں حدیثوں سے اہلِ سنت نے خلفائے اربعہ کی خلافت کے حق ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت سے پہلے خلفائے ثلاثہ کے ساتھ رہے۔ خلافت کے سلسلہ میں ان حضرات سے کچھ بھی بحث وتکرار نہیں کی۔ اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بنے اور خلافت کی اہلیت نہ رکھنے والوں

PDF Compressor Pro

نے آپ سے مقابلہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے باقاعدہ جنگ کی (تو اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافت حق نہ ہوتی تو آپ ہرگز ان کو خلیفہ تسلیم نہ کرتے بلکہ ان سے جنگ کرتے، جس طرح حضرت امیر معاویہ سے جنگ کی)۔

لھٰذا ثابت ہوا کہ فاروقِ اعظم کا حضرتِ عباس سے توسل کرنا جوازِ توسل کی دلیل ہے۔ اور اس کی حجیت پر دوسری دلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ﴿لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ﴾ ہے [یعنی اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو عمر ہوتے] اسے امام احمد نے "المسند"، میں، امام ترمذی نے "السنن"، میں، امام حاکم نے "المستدرك"، میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام طبرانی نے "المعجم الكبير"، میں حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز امام طبرانی نے "المعجم الكبير"، میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَاِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ [میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرنا۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں۔ جس نے ان کا دامن تھاما اس نے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو ٹوٹ نہیں سکتی]

سوال پیدا ہوا کہ حضرت عمر نے حضرت عباس سے توسل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں کیا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ تاکہ لوگ جان جائیں کہ غیر نبی کے وسیلہ سے بھی بارش کی دعا کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ تو سب کو معلوم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرنا جائز ہے لیکن یہ ممکن تھا کہ کسی کے دل و

PDF Compressor Pro

دماغ میں غیر نبی سے توسل کے عدمِ جواز کا وہم پیدا ہو سو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کر کے اس کے جواز کو بتلا دیا۔ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد بھی انہیں کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے تو عین ممکن تھا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔

وہابیوں کے طرف سے جواب: کسی کہنے والے (وہابی وغیر مقلد) کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ فاروقِ اعظم نے حضرت عباس کا وسیلہ اس لئے لیا کہ وہ زندہ تھے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اس لئے نہیں لیا کہ وہ وصال فرما چکے تھے۔ اور بعد وصال کسی کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ہم اس قائل کو یہ جواب دیں گے کہ تمہارا وہم و گمان باطل و مردود ہے۔ تمہارے اس قول کے باطل و مردود ہونے پر بہت سی دلیلیں قائم ہیں۔

اس جواب کے مردود ہونے پر دلائل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے بعدِ وصال بھی وسیلہ بنایا ہے۔ اس کی تفصیل اُس قصہ میں گزر چکی جس میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی کی بارگاہ میں بار بار آتا تھا الخ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اور ابھی ابھی گزرا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا میں ان کے تشریف لانے سے پہلے توسل کیا ہے۔ اس توسلِ آدم والی حدیث کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ہی روایت کیا ہے تو بھلا یہ وہم کیسے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم

PDF Compressor Pro

بعدِ وصال رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کے عدمِ جواز کے قائل تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہیں اس کے باوجود فاروقِ اعظم نے ایسی حدیث روایت کی جو قبلِ ولادت آپ سے جوازِ توسل پر دلالت کر رہی ہے (محض یہ بتلانے کے لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل ہر وقت جائز رہا ہے۔ قبلِ ولادت بھی، بعدِ ولادت بھی اور بعدِ وصال بھی)

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا ولادت سے پہلے بھی جائز تھا۔ حیاتِ ظاہری میں بھی جائز تھا اور اب بعدِ وصال بھی جائز ہے۔ اس بحث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اللہ کے دوسرے نیک بندوں کا توسل بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر ثابت کر دیا۔ اور رہا یہ سوال کہ فاروقِ اعظم نے سارے صحابہ کو چھوڑ کر خاص حضرتِ عباس ہی کا وسیلہ کیوں پیش کیا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا اس لئے کیا تا کہ اہل بیت کرام کا شرف ظاہر ہو جائے اور تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ افضل کی موجودگی میں مفضول کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ اس لئے کہ اس وقت حضرتِ علی موجود تھے جو کہ حضرتِ عباس سے افضل ہیں۔

ایک اہم نکتہ: بعض عارفین نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرتِ عباس کو وسیلہ بنانے میں ایک دوسرا نکتہ ہے جو کہ پہلے نکتہ سے زیادہ نفیس ہے۔ وہ یہ کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ضعیف الایمان مومنوں پر شفقت کرنے کے لئے ایسا کیا۔

PDF Compressor Pro

کیونکہ اگر وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے اور بارش ہونے میں تاخیر ہو جاتی (کیونکہ دعا کا مقبول ہونا مشیتِ الٰہی پر موقوف ہوتا ہے) تو عین ممکن تھا کہ ضعیف الایمان مومنوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو جاتے اور وہ لوگ بے قراری کا اظہار کرتے (اور ان کا ایمان فاسد ہو جاتا) برخلاف غیرِ نبی سے توسل کرنے کے ۔کیوں کہ اگر اُس وقت اجابت میں تاخیر ہو جاتی تو نہ ہی کسی کے دل میں وسوسے پیدا ہوتے اور نہ کسی کو اضطراب لاحق ہوتا۔

حاصلِ کلام یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حیاتِ ظاہری میں وسیلہ بنانا جائز تھا اور اب بعدِ وصال بھی جائز ہے۔اسی طرح دیگر انبیاء ومرسلین اور اولیاء وصالحین کو بھی وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔گزشتہ حدیثیں اس پر دلالت کر رہی ہیں۔اس لئے کہ ہم اہل سنت و جماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لا شریك لہٗ کے علاوہ کسی کو بھی موجود کرنے ،معدوم کرنے ،(بذات خود) نفع وضرر پہونچانے اور پیدا کرنے کی قدرت وطاقت نہیں ہے۔ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بالذات نفع وضرر پہونچانے اور اثر انداز ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے۔کسی اور زندہ یا مردہ کے لئے بھی ہم ایسا اعتقاد نہیں رکھتے۔لھٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء ومرسلین (علیہ و علیہم الصلوۃ والتسلیم) اور اولیاء وصالحین (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے توسل کرنے میں کچھ بھی فرق نہیں۔چاہے یہ حضرات زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔کیوں کہ یہ حضرات کسی شیی کے خالق نہیں اور نہ ہی کسی شئی میں بالذات مؤثر ہیں۔ان سے تو محض برکت حاصل کی جاتی ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔اور رہی خلق وایجاد، اعدام اور نفع وضرر جیسی صفات تو یہ صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لا

PDF Compressor Pro

شریك له' کے ساتھ خاص ہیں۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زندہ شخص کو وسیلہ بنا سکتے ہیں لیکن جو وفات پا چکا ہو اسے وسیلہ بنانا درست نہیں۔تو (ان کے اس فرق) سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ زندہ کی تاثیر کے قائل ہیں اور مردہ کی تاثیر کے قائل نہیں۔اور ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر شئ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔اس نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔تو جو لوگ زندوں سے توسل کے قائل ہیں لیکن مردوں سے نہیں۔درحقیقت یہ لوگ غیر اللہ کی تاثیر کے قائل ہیں اور غیر اللہ کے موثر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔لھٰذا یہ خود ہی مشرک ہوئے۔انہوں نے ہی اپنی توحید میں شرک کو داخل کیا۔پھر یہ نادان واحمق لوگ کس منہ سے توحید کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسروں (ہم اہل سنت وجماعت) کی جانب شرک منسوب کرتے ہیں. **سبحانک هذا بهتان عظیم .**

پس توسل، تشفع اور استغاثہ تینوں کا معنی ایک ہی ہے۔مومنوں کے دلوں میں ان کا معنی صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا ذکر کر کے برکت حاصل کی جائے، کیوں کہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔خواہ وہ زندہ ہوں یا وفات یافتہ۔تو درحقیقت موثر وموجد اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ان اخیار (نیک لوگوں) کا ذکر اس تاثیر کے لئے سببِ عادی ہے۔جس طرح کسبِ عادی کی خود کوئی تاثیر نہیں ہوتی (اسی طرح سببِ عادی کی بذاتِ خود کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔یہ محض وسیلہ اور ذریعہ ہے) اور اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک انبیائے کرام علیهم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔اس عقیدہ پر بہت سی دلیلیں قائم ہیں۔چند دلیلیں ملاحظہ فرمائیں۔

PDF Compressor Pro

حیاتِ انبیاء کے ثبوت پر دلائل: حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مندرجہ ذیل احادیث دلالت کر رہی ہیں۔

(۱)﴿مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ﴾ [حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں شبِ معراج موسیٰ (علیہ السلام) کی قبر کے پاس سے گزرا۔ دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں]

(۲)﴿مَرَرْتُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ فَاَمَرَنِیْ بِتَبْلِیْغِ اُمَّتِیْ السَّلَامَ وَ اَنْ اُخْبِرَهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَیِّبَةُ التُّرْبَةِ وَ اَنَّهَا قِیْعَانٌ وَ اَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ﴾ [آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی امت کو میرا اسلام پہونچا دیجئے اور یہ کہ میں اپنی امت کو بتا دوں کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے۔ اس کی زمین ہموار ہے اور اس کی کھیتی یہ کلمات "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ہیں]

(۳) اسی طرح وہ حدیث بھی حیاتِ انبیاء پر دلالت کر رہی ہے جس میں شبِ معراج بیت المقدس میں انبیائے کرام کے اجتماع کا ذکر ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت فرمائی تھی اور پھر آسمانوں میں انہوں نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔

(۴) وہ حدیث بھی حیاتِ انبیاء پر دلالت کر رہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں فرض کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: آپ رب تبارک وتعالیٰ کے پاس تشریف لے جائیں کیونکہ آپ کی

PDF Compressor Pro

امت پچاس وقت کی نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار حضرت موسیٰ سے رب تبارک وتعالیٰ کی طرف مراجعت فرماتے رہے یہاں تک کہ پانچ وقت کی نمازیں باقی بچیں،،۔

(۵) حدیثِ پاک ﴿ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ یَحُجُّوْنَ وَ یُلَبُّوْنَ ﴾ [انبیائے کرام حج کرتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں] بھی اسی قبیل سے ہے۔اِن احادیثِ صحیحہ پر کسی بھی محدث نے طعن نہیں کیا۔لھٰذا انہیں تفصیلاً ذکر کر کے گفتگو کو دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔

نیز شہداء کی حیات کا ثبوت نصِّ قرآنی سے ہے اور انبیائے کرام شہداء سے افضل و اعلیٰ ہیں تو ان کے لئے حیات بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوگی۔یہاں پر یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ جو حیات انبیاء اور شہداء کے لئے ثابت ہے یہ دنیوی حیات کی طرح نہیں ہے۔بلکہ اس سے مراد ایسی زندگی ہے جو فرشتوں کی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔اس کی صفت وحقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ہم پر اُس حیات کی صفت وحقیقت سے بحث کئے بغیر اُس کے ثبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔اور جب بات یہ ہے تو انبیاء وشہداء میں سے ہر ایک کے زندہ ہونے اور وفات پا کر دنیاوی زندگی سے منتقل ہونے کے درمیان کچھ بھی منافات نہیں۔کیونکہ ان کے وفات پانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی دنیاوی زندگی ختم ہوگئی۔اور اُن کے زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی دوسری زندگی کا آغاز ہوگیا۔اِس تقریر سے وہ اشکال دور ہوگیا جو آیت کریمہ ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ [بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے] سے وارد ہو رہا تھا۔اِس تعلق سے کلام بڑی بڑی کتابوں میں پھیلا ہوا ہے لھٰذا (اس مختصر رسالہ میں) اُسے ذکر کر کے گفتگو کو دراز کرنا مناسب نہیں۔

PDF Compressor Pro

ایک شبہ کا ازالہ: اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ توسل سے روکنے والوں کا شبہ یہ ہے کہ اُنہوں نے بعض لوگوں کو ایسے الفاظ استعمال کرتے ہوئے دیکھا جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ لوگ غیر اللہ کی تاثیر کے قائل ہیں۔ اور یہ لوگ اولیاء وصالحین سے اُن کی زندگی میں اور وصال فرما جانے کے بعد ایسی چیزوں کا سوال کرتے ہیں جنہیں عادۃً اللہ رب العزت ہی سے مانگا جاتا ہے اور یہ لوگ اولیاء سے کہتے ہیں: میرا فلاں کام کر دیجئے! میری بگڑی بنا دیجئے! اور بسا اوقات یہ لوگ ایسے شخص کی ولایت کا اعتقاد رکھ لیتے ہیں جو ولایت سے نہیں بلکہ فسق و فجور سے متصف ہوتا ہے اور وہ ولایت سے کوسوں دور ہوتا ہے اور یہ لوگ اس کی جانب کرامات، خرقِ عادات امور واحوال اور بلند مقامات کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ شخص ان چیزوں کا اہل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے اندر یہ سارے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ تو شرک کے وہم کو دور کرنے اور فساد کے ذریعہ کو بند کرنے کے لئے ان مانعین نے عوام الناس کو ان تمام چیزوں سے بھی روک دیا جن کی شریعت میں گنجائش تھی اگرچہ ان (مانعین) کو پتہ ہے کہ عوام الناس غیر اللہ کی تاثیر کا یا ان کے نافع (نفع بخش) اور ضارّ (ضرر رساں) ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ محض برکت حاصل کرنے کے لئے یہ لوگ ان حضرات کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اگرچہ اولیاء کی جانب کچھ چیزیں منسوب کرتے ہیں لیکن بہر حال ان کے موثر حقیقی ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ (اگر کوئی نادان ایسی بات کہے) تو ہم اسے یہ جواب دیں گے کہ اگر بات وہی ہے جو آپ نے کہی کہ آپ نے (کفر وشرک کے) ذریعہ کو بند کرنے کا قصد کیا ہے تو پھر کس چیز نے آپ کو امتِ مسلمہ کے عالم وجاہل اور عام وخاص کی تکفیر پر اُبھارا؟ اور آپ نے مطلقاً توسُّل کا

PDF Compressor Pro

انکار کیوں کیا؟ مناسب تو یہ تھا کہ آپ عوام الناس کو ایسے الفاظ کو استعمال کرنے سے روکتے جن سے غیر اللہ کے مؤثر ہونے کا گمان ہو رہا تھا اور انہیں بابِ توسل میں ادب کی راہ پر چلنے کا حکم دیتے (نہ یہ کہ ان پر کفر و شرک کا فتویٰ جڑتے) حالانکہ غیر اللہ کی تاثیر کا وہم پیدا کرنے والے الفاظ کو مجاز پر محمول کرنا ممکن ہے۔ یہ مجاز، مجازِ عقلی ہے جو کہ اہلِ علم کے نزدیک شائع و ذائع ہے۔ جملہ مسلمان اس (مجازِ عقلی) کا استعمال کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں بھی اس کا استعمال کثرت کے ساتھ ہوا ہے۔ ﴿هٰذَا الطَّعَامُ اَشْبَعَنِیْ . هٰذَا الْمَآءُ اَرْوَانِیْ. هٰذَا الدَّوَآءُ شَفَانِیْ. هٰذَا الطَّبِیْبُ نَفَعَنِیْ﴾ [اس کھانے نے مجھے آسودہ کیا۔ اس پانی نے مجھے سیراب کیا۔ اس دواء نے مجھے شفا دی۔ اس طبیب نے مجھے نفع پہونچایا] ایسے جملے کہنے والا اگر دہریہ نہ ہو بلکہ موحد ہو تو اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک انہیں مجازِ عقلی ہی پر محمول کیا جائیگا۔ کیونکہ کھانا خود آسودہ نہیں کرتا، حقیقی آسودگی بخشنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ کھانا تو محض سببِ عادی ہے۔ اس کی کوئی تاثیر نہیں۔ اس کی جانب آسودہ کرنے کی نسبت مجازِ عقلی ہے (باقی مثالوں کو اسی پر قیاس کر کے سمجھ لیں) تو جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے والا صاحبِ ایمان غیر ما ھو لہ کی طرف کسی فعل کی نسبت کرے تو اسے مجازِ عقلی پر محمول کرنا واجب و ضروری ہے۔ اس کا مسلمان اور موحد ہونا ہی اس مجاز کا قرینہ ہے جیسا کہ علمائے معانی نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کی صراحت کر دی ہے اور یہ قاعدہ ان کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اور توسل کو مطلقاً منع کرنے کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ کیونکہ احادیثِ صحیحہ اس کے ثبوت پر دال ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور علمائے سلف و خلف سے اس کا صدور ہوا ہے۔ لھٰذا مانعینِ توسل (وسیلے کا انکار کرنے والوں) میں سے بعض کا توسل کو حرام قرار دینا اور بعض کا

PDF Compressor Pro

اسے کفر وشرک قرار دینا باطل ومردود ہے۔ کیونکہ (اس قول کی صحت کی بنیاد پر) امتِ مسلمہ کی بہت بڑی جماعت کا ضلالت پر مجتمع ہونا لازم آرہا ہے۔ اور جو شخص بھی صحابۂ کرام اور علمائے سلف وخلف کے کلام میں تلاش وجستجو کریگا تو توسل کو اُن حضرات سے بلکہ بہت سے مومنوں سے بسا اوقات صادر ہوتا پائیگا۔ اور اکثر امت کا حرام یا کفر پر متفق ہونا ممکن نہیں، کیونکہ حدیثِ صحیح میں آیا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ﴾ [یعنی یہ ممکن نہیں کہ میری امت ضلالت وگمرہی پر متفق ہوجائے] بعض محدثین نے اس حدیث کے متواتر ہونے کا قول کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ آل عمران آیت: ۱۱۰﴾ [تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں] جب امتِ محمدیہ ساری امتوں سے بہتر ہے تو بھلا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ پوری امت یا اکثرِ امت گمراہ ہوجائے۔ تو جب ان مانعین کا مقصد سدِ بابِ فساد تھا اور لوگوں کو غیر اللہ کی تاثیر کا وہم پیدا کرنے والے الفاظ کو استعمال کرنے سے منع کرنا تھا تو اُن کے لئے ضروری یہ تھا کہ کہتے (بھائیوں!) توسل ایسے الفاظ سے ہونا چاہئے جن سے غیر اللہ کے موثر ہونے کا وہم نہ پیدا ہو۔ مثلاً وسیلہ پیش کرنے والا یوں کہے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ صلی اللہ علیہ وسلم وَ بِالْاَنْبِیَآءِ قَبْلَهٗ وَ بِعِبَادِهِ الصَّالِحِیْنَ اَنْ تَفْعَلَ لِیْ کَذَا وَ کَذَا﴾ [اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام اور تیرے نیک بندوں کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ تو مجھے یہ یہ عطا فرما] ان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں تھا کہ توسل سے منع کرکے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تاثیر کا اعتقاد رکھنے والے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ جڑنے کی جسارت کریں۔

PDF Compressor Pro

مانعینِ توسل کی دلیل اور اُس کا جواب: توسل سے منع کرنے والے اِس آیتِ کریمہ سے استدلال کرتے ہیں ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا . النور آیت: ۶۳﴾ [رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے] اس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے مومنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پکارنے سے منع فرمادیا جس طرح وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ یعنی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لیکر نہ پکاریں۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے (وہابیوں کی طرف سے) یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ غیر اللہ سے یعنی انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے ایسی چیزوں کا مطالبہ نہ کیا جائے جنہیں عادۃً اللہ رب العزت ہی سے مانگا جاتا ہے تاکہ بظاہر اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوقات میں مساوات نہ ہونے پائے۔ اگرچہ یہ طلب اللہ تعالیٰ ہی سے ہے کیونکہ وہی شئ کا موجد اور اُس میں موثّر ہے اور غیر سے طلب اس کے سببِ عادی ہونے کی وجہ سے ہے۔ لیکن بسا اوقات اس سے بھی تاثیر کا وہم ہوجاتا ہے۔ لھذا اِس ایہام سے بچنے کے لئے اس طلبِ غیر اللہ سے بھی روک دیا جائیگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیز توسل سے مطلقاً روک دینے کی متقاضی نہیں ہے اور نہ ہی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ کسی موحد کو (انبیائے کرام علیھم الصلوۃ والسلام وغیرھم سے) طلب کرنے سے روک دیا جائے۔ کیونکہ طلب جب کسی موحد سے صادر ہو تو اسے مجازِ عقلی پر محمول کیا جائیگا۔ تو اسے شرک یا حرام قرار دینے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر یہ (احمق) لوگ اسے خلافِ ادب قرار دیتے اور توسل کو اِس شرط کے ساتھ جائز رکھتے کہ

PDF Compressor Pro

توسل میں ادب کا لحاظ کیا جائے اور شرک یا حرام کا وہم پیدا کرنے والے الفاظ سے احتراز کیا جائے تو اِس کی صورت نکل سکتی تھی۔ لیکن مطلقاً توسل سے روکنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الجوھر المنظم،، میں فرمایا: توسل، تشفع، استغاثہ اور توجہ کے الفاظ کے ذریعہ کسی کو وسیلہ بنانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ توجہ ''جاہ،، سے بنا ہے۔ جاہ رتبہ کی بلندی کو کہتے ہیں اور کبھی مرتبہ والے کو اس کی بارگاہ کا وسیلہ بنایا جاتا ہے جس کا مرتبہ اس سے بلند ہو۔ اور استغاثہ کا معنیٰ ''مدد طلب کرنا،، ہے۔ اور مستغیث (فریاد کرنے والا) کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اسے مستغاث بہ (جس سے فریاد کی گئی ہے) سے مدد حاصل ہو جائے جب کہ مستغاث بہ مستغیث سے افضل و اعلیٰ ہو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یا کسی اور کی جانب متوجہ ہونے اور اُن سے مدد طلب کرنے کا مفہوم مسلمانوں کے دلوں میں صرف یہی ہے کہ حقیقۃً مدد کی طلب اللہ تعالیٰ ہی سے ہے اور سببِ عادی ہونے کی وجہ سے مجازاً غیر اللہ سے ہے۔ کوئی بھی مسلمان اس معنی کے علاوہ کسی دوسرے معنی کا قصد نہیں کرتا۔ جس کا سینہ اتنی معمولی سی بات سمجھنے کے لئے کشادہ نہ ہوا سے اپنے اوپر آنسو بہانا چاہئے۔ (نسأل الله العافية)۔

ثابت ہوا کہ مستغاث بہ حقیقت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اور مستغیث کے درمیان واسطہ ہیں۔ پس حقیقۃً مستغاث بہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مدد اسی کی خلق و ایجاد سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجازاً مستغاث بہ ہیں۔ آپ سے مدد طلب کرنا سببِ عادی اور کسبِ عادی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے ہیں اور اپنی بلند قدر و منزلت کے سبب باری تعالیٰ کی بارگاہ میں (فریاد کرنے والوں کی) سفارش

PDF Compressor Pro

کرتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. الانفال آیت:۱۷﴾ [یعنی آپ نے خلق وایجاد کے اعتبار سے نہیں مارا بلکہ کسب وسبب کے اعتبار سے مارا ہے اور خلق وایجاد کے اعتبار سے صرف اللہ نے مارا ہے]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۔الانفال آیت: ۱۷﴾ تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ﴿ مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ ﴾ [تمہیں میں نے سوار نہیں کیا بلکہ اللہ نے تمہیں سوار کیا ہے] کو سمجھنا چاہئے ۔اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شئ کے تعلق سے حدیث حقیقت کو بیان کرتی ہے اور قرآن مجاز کو، بایں طور کہ قرآن نے فعل کی اضافت کاسِب کی طرف کی ہو۔ مثلاً رب تعالیٰ نے فرمایا ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔النحل آیت:۳۲﴾ [جنت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کے سبب جو تم کرتے تھے] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَنْ يَدْخُلَ اَحَدُكُمُ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ ﴾ [تم میں سے کوئی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیگا] ان دونوں میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ آیتِ کریمہ نے سببِ عادی کو بیان کیا ہے اور حدیثِ پاک میں سببِ حقیقی یعنی فاعلِ حقیقی کے فعل کا بیان ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے (حدیث پاک کا معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جائیگا)۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جس سے باعتبارِ کسب مدد طلب کی جائے اس کے لئے استغاثہ کا اطلاق کرنا ایسا مسئلہ ہے جو بالکل واضح ہے۔اس (کے جائز ہونے) میں نہ ہی از روئے لغت کوئی شک ہے اور نہ ہی از روئے شرع کوئی ریب۔تو جب آپ یہ کہیں ﴿اَغِثْنِیْ یَا اللّٰهُ ﴾ [

PDF Compressor Pro

اے اللہ میری مدد فرما] تو آپ نے اس میں باعتبار خلق وایجاد کے اسنادِ حقیقی مراد لیا ہے۔ اور جب کہیں ﴿ اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﴾ [یارسول اللہ میری فریاد کو پہونچیں] تو آپ نے سبب وکسب کے اعتبار سے اور شفاعت کے واسطہ سے اسنادِ مجازی مراد لیا ہے۔ اگر میں امت کے ائمۂ سلف وخلف کے کلام کی تلاش وجستجو کرتا تو اس سلسلہ میں مجھے اس سے بہت زیادہ مواد مل جاتا۔ بلکہ خود احادیثِ صحیحہ میں اس سے زیادہ دلائل موجود ہیں۔ انہیں میں سے ایک حدیث وہ ہے جو صحیح بخاری باب فی مبحث الحشر و وقوف الناس للحساب یوم القیامۃ میں ہے کہ ﴿بَیْنَمَاھُمْ کَذٰلِکَ اِسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوْسٰی ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم﴾ [لوگوں کا یہی حال ہوگا پھر وہ حضرت آدم سے استغاثہ کریں گے۔ اسکے بعد موسیٰ علیہ السلام سے اور اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کریں گے] آپ ذرا غور فرمائیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو ''استغاثوا بآدم ،، سے تعبیر فرمایا ہے (اور اس میں کوئی قباحت نہیں) کیونکہ آدم سے استغاثہ مجازاً ہے۔ حقیقی مستغاث بہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور حدیثِ صحیح میں ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ﴿لِمَنْ اَرَادَ عَوْنًا اَنْ یَّقُوْلَ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ﴾ [جو شخص مدد کا محتاج ہو تو یوں پکارے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو] اور دوسری روایت میں ''اغیثونی،، کا صیغہ ہے۔

اور قارون کے قصہ والی حدیث میں ہے ﴿لَمَّا خُسِفَ بِہٖ اَنَّہٗ اسْتَغَاثَ بِمُوْسٰی علیہ السلام فَلَمْ یُغِثْہُ بَلْ صَارَ یَقُوْلُ یَآ اَرْضُ خُذِیْہِ فَعَاتَبَ اللّٰہُ مُوْسٰی حَیْثُ لَمْ یُغِثْہُ وَ قَالَ لَہٗ اِسْتَغَاثَ بِکَ فَلَمْ تُغِثْہُ وَ لَوْ اِسْتَغَاثَ بِیْ لَاَغَثْتُہٗ﴾ [جب قارون کو زمین میں دھنسایا گیا تو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی۔ لیکن انہوں نے اس

PDF Compressor Pro

کی فریاد نہیں سنی بلکہ یہ کہنے لگے اے زمین! اسے پکڑ لے تو اللہ نے قارون کی فریاد نہ سننے پر موسیٰ علیہ السلام سے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اس نے تم کو پکارا تو تم نے اس کی مدد نہیں کی۔ اگر مجھے پکارتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا] اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف استغاثہ کی نسبت حقیقی اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازی ہے۔

اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے کا معنیٰ ''آپ سے دعا کرنے کی گزارش کرنا،، بھی ہوتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہیں۔ سائل کے سوال سے واقف ہیں۔ بلال بن حارث والی حدیث ابھی گزر چکی ہے جس میں ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے قریب آ کر فریاد کی ﴿ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ ﴾ [یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کے لئے رب تعالیٰ سے بارش کی دعا کریئے]۔ اس سے معلوم ہوا کہ رفعِ حاجات کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی جا سکتی ہے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں آپ سے دعا کی درخواست کی جاتی تھی کیوں کہ آپ سوال کرنے والوں کے سوال کو سنتے تھے حالانکہ سوال کرنے والا براہِ راست خدا سے سوال کر کے، اس سے دعا مانگ کر اور اس کی بارگاہ میں درخواست پیش کر کے مقصد کے حصول کا سبب پیدا کر سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے، آپ کی حیاتِ ظاہری میں اور وصال فرمانے کے بعد ہر بھلائی کے حصول کے لئے آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ اسی طرح میدانِ محشر میں بھی آپ ہم گنہگار امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اِس عقیدہ پر احادیثِ متواترہ دلالت کر رہی ہیں۔ توسل کا انکار کرنے والوں اور اس سے روکنے والوں کے وجود سے پہلے

PDF Compressor Pro

ہی اس کے جواز پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ کیونکہ نعمتوں سے نوازنے والے اور اپنے فضل و کمال کے ساتھ خاص فرمانے والے رب تعالی کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی شان اور بلند مقام حاصل ہے۔ اور توسل کی برکتوں سے محروم رہنے والوں اور اس سے روکنے والوں کا یہ خیال (کہ توسل وزیارت سے روکنا توحید کی حفاظت کے لئے ہے کیونکہ یہ دونوں انسان کو شرک تک پہونچا دیتے ہیں) باطل و مردود ہے۔ کیونکہ توسل و زیارت کو جب شریعتِ مطہرہ کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے انجام دیا جائے تو ان سے کوئی شرعی قباحت لازم نہیں آتی چہ جائیکہ شرک لازم آئے۔ اور شرک کے محض گمان سے توسل سے روکنے والا اللہ ورسول پر افتراء کرنے والا ہے۔

توسل سے روکنے والے یہ اعتقادِ فاسد رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے یہ نادان واحمق لوگ جس کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے پاتے ہیں اس پر کفر وشرک کا فتویٰ ٹھونک دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خوب تعظیم کی ہے۔ لھٰذا جن کی تعظیم اللہ نے خود کی اور ہمیں کرنے کا حکم دیا ہم پر ان کی تعظیم وتوقیر کرنا واجب وضروری ہے۔ ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ربوبیت کی کسی صفت سے متصف نہ کریں۔ حضرت امام بوصیری رحمة الله عليه نے کیا ہی خوب کہا۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمْ

[عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں جو دعویٰ الوہیت کیا اس کو چھوڑ دو۔ اس کے علاوہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح تعریف کرنا چاہو کرو اور اسی پر قائم رہو]

PDF Compressor Pro

تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ سے متصف کئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنا نہ ہی کفر ہے اور نہ ہی شرک۔ بلکہ تعظیم مصطفیٰ عظیم ترین طاعت وعبادت ہے۔ اسی طرح انبیائے کرام ومرسلینِ عظام علیہم الصلوۃ والسلام، ملائکہ مقربین، صدیقین، شہداء اور صالحین کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ ان حضرات کی تعظیم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے۔ اُسی نے اِن حضرات کو معظم بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۔الحج آیت:۳۲﴾ [اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے] دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ﴿وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۔الحج آیت:۳۰﴾ [اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے]۔ شبِ ولادت خوشی کا اظہار کرنا، میلاد شریف پڑھنا، ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا، کھانا کھلانا اور ایسے اعمال صالحہ کرنا جن کے کرنے کی لوگوں میں عادت جاری ہے یہ سارے کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے انواع میں سے ہیں۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے معمولات سے متعلق مستقل کتابیں تالیف کی گئی ہیں اور یہ مسئلہ (میلادِ مصطفیٰ) ایسا مسئلہ ہے جس کی جانب علمائے ربانیین نے کافی توجہ دی ہے اور دلائل وبراہین سے لبریز کتابیں تصنیف کی ہیں۔ لھٰذا اِس بحث کو چھیڑ کر گفتگو کو دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔

کعبۂ مقدسہ، حجر اسود اور مقامِ ابراہیم اُن چیزوں میں سے ہیں جن کی تعظیم کرنے کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں! یہ سب کے سب پتھر ہیں اس کے باوجود اللہ نے ہمیں ان کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ خانۂ کعبہ کا طواف کرنے اور رکن یمانی کو چھونے کا حکم

PDF Compressor Pro

دیا۔ حجرِ اسود کو بوسہ دینے اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ مستجاب، بابِ کعبہ ،ملتزم اور میزابِ رحمت کے پاس دعا کرنے کے لئے کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ اور ان سب پر علمائے سلف وخلف کا عمل رہا ہے۔ یہ سب موحد تھے۔ صرف اللہ عزوجل کی عبادت کرتے تھے۔ غیر اللہ کی تاثیر کے قائل تھے اور نہ اس کے نفع بخش یا ضرر رساں ہونے کے۔ اس لئے کہ مؤثر حقیقی اور حقیقی نافع وضارّ صرف اور صرف اللہ عزوجل ہے۔ کوئی اور نہیں۔ (لھٰذا غیر اللہ کی تعظیم اگر حدِّ شرع میں ہو تو جائز ہے۔ عدمِ جواز کی کوئی صورت نہیں بنتی)۔

حاصلِ کلام وہی ہے جو گزر چکا کہ یہاں پر دو چیزیں ہیں (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا واجب ہونا اور اُن کے مرتبہ کا جملہ مخلوق سے فزوں تر ہونا (۲) رب تبارک وتعالیٰ کو اس کی ذات وصفات اور جملہ افعال میں ساری مخلوقات سے منفرد اور یکتا جاننا۔ سو جس نے کسی مخلوق کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا کہ وہ کسی صفت میں باری سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شریک ہے تو وہ ان لوگوں کی طرح مشرک ہو گیا جو بتوں کے خدا ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور انہیں مستحقِّ عبادت سمجھتے تھے۔ اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبۂ جلیلہ میں ادنیٰ بھر کوتاہی کی تو وہ یا تو گمراہ ہے یا کافر۔ رہے وہ لوگ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے میں مبالغہ کریں لیکن انہیں ربوبیت کی کسی صفت سے متصف نہ کریں تو وہ حق پر ہیں۔ توحید ورسالت دونوں کے حدود کی رعایت کرنے والے ہیں۔ یہ وہ قول ہے جو افراط وتفریط سے خالی ہے۔

تو گفتگو یہ ہو رہی تھی کہ جب اہلِ ایمان کے کلام میں غیر اللہ کی جانب کسی شئ کی اسناد پائی جائے تو اسے مجازِ عقلی پر محمول کرنا واجب وضروری ہے۔ کسی مومن کو کافر قرار دینے کی

PDF Compressor Pro

کوئی سبیل نہیں۔ کیونکہ مجازِ عقلی کا استعمال قرآن وحدیث میں بھی کیا گیا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ سے مجازِ عقلی کا ثبوت: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ إِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ۔ الانفال آیت:۲﴾ [جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے] اس آیتِ کریمہ میں ایمان کی زیادتی کی نسبت آیات کی طرف کی گئی ہے۔ اور یہ مجازِ عقلی ہے۔ کیونکہ آیات ہی ایمان کی زیادتی کا سببِ عادی ہیں۔ ایمان میں حقیقی زیادتی کرنے والا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۔ المزمل آیت:۱۷﴾ [اس دن جو بچوں کو بوڑھا کردیگا] اس آیتِ کریمہ میں جعل (بنادینے) کی نسبت یوم کی جانب کی گئی ہے اور یہ نسبت مجازِ عقلی ہے۔ اس لئے کہ یوم انہیں بوڑھا بنانے کا محل ہے۔ جاعلِ حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَا يَغُوثَ وَ يَعُوقَ وَ نَسْرًا وَ قَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۔ نوح آیت:۲۳۔۲۴﴾ [اور ہرگز نہ چھوڑنا ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو اور بے شک انہوں نے بہتوں کو بہکا دیا] اس آیت میں اضلال (گمراہ کرنے) کی نسبت اصنام (بتوں) کی طرف (کرنا) مجازِ عقلی ہے کیونکہ اَصنام حصولِ اِضلال کے اَسباب ہیں۔ حقیقی ہادی اور مضل تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا ﴿يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا ۔ مؤمن آیت:۳۶﴾ [اے ہامان! میرے لئے ایک محل بناؤ] اس آیت میں بناء کی

PDF Compressor Pro

نسبت ہامان کی طرف کرنا مجازِ عقلی ہے۔ کیونکہ ہامان تو صرف حکم دیگا۔ قلعہ کو تعمیر تو کاریگر کریں گے۔

احادیثِ کریمہ سے مجازِ عقلی کا ثبوت: احادیث میں مجازِ عقلی کا استعمال کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حدیث کی معرفت رکھنے والے ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ من جملہ ان حدیثوں میں سے وہ حدیث بھی ہے جس کا ذکر ماقبل میں ہوا۔ جس میں یہ ہے کہ اہلِ محشر بروزِ قیامت حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے اور حضرت آدم ان کی فریاد کو سنیں گے۔ تو حضرتِ آدم کا فریاد رسی کرنا بطورِ مجاز ہوگا۔ حقیقی فریاد رس تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

کلامِ عرب سے مجازِ عقلی کا ثبوت: کلامِ عرب میں مجازِ عقلی کا استعمال اس قدر کثرت سے ہوا ہے کہ اس کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً اہلِ عرب کہتے ہیں ﴿ اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ ﴾ [موسم بہار نے سبزہ اگایا] اس مثال میں انہوں نے موسمِ بہار کو منبت (اگانے والا) قرار دیا ہے حالانکہ حقیقی سبزہ اگانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن انہوں نے بطورِ مجازِ عقلی کے اِنبات (اگانے) کی نسبت ربیع (موسمِ بہار) کی جانب کردی ہے۔

لھذا جب کوئی عام مسلمان ﴿نَفَعَنِیْ النَّبِیُّ ﷺ . یا. أَغَاثَنِیْ النَّبِیُّ ﷺ﴾ یا اس سے ملتے جلتے کلام کا تکلم کرے تو اس کی مراد مجازِ عقلی ہی ہے۔ قرینہ یہ ہے کہ وہ مسلمان، موحد اور غیر اللہ کی تاثیرِ (حقیقی) کا اعتقاد نہ رکھنے والا ہے۔ تو اِن (غیر مقلدین) احمقوں کا اس جیسے کلام کو شرک قرار دینا جہالت اور عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اس جیسی نسبت کسی موحد سے صادر ہو تو اسے مجازِ عقلی پر محمول

PDF Compressor Pro

کرنا ضروری ہے۔قرینہ کے لئے اس کا موحد ہونا ہی کافی ہے۔اس لئے صحیح عقیدہ وہی ہے جس پر اہلِ سنت و جماعت قائم ہیں۔اور وہ یہ ہے کہ بندوں اور ان کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور مؤثر حقیقی نہیں۔نہ زندہ نہ مردہ۔یہ اعتقاد ہی خالص توحید ہے۔اس کے برخلاف عقیدہ رکھنے والا شرک میں داخل ہو جائیگا۔اور رہا حیّ (زندہ) اور میت (مردہ) کے درمیان وہ فرق جو اِن مانعینِ توسل کے کلام سے سمجھ میں آرہا ہے (کیونکہ ان کا کلام اس بات کا افادہ کر رہا ہے کہ یہ لوگ زندوں کے لئے بعض چیزوں پر قدرت کا اعتقا رکھتے ہیں اور مردوں کے لئے نہیں رکھتے) اس سے لگتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔تو ان کا یہ فرق کرنا اور بندے کا خالقِ افعال قرار دینا باطل و مردود ہے۔

اُن کے اِس عقیدہ پر دلیل: اُن کا یہی عقیدہ ہے اِس پر دلیل اُن کا یہ کہنا ہے کہ ''جب کسی زندہ شخص کو پکارا جائے اور اس سے ایسی چیزیں مانگی جائیں جو اس کی قدرت میں ہوں تو اس میں کچھ بھی حرج نہیں۔اور میت تو کسی شئ پر سرے سے قادر ہی نہیں۔لھٰذا اس سے مانگنا جائز نہیں،، اہلِ سنت و جماعت یہ کہتے ہیں کہ جس طرح میت کسی شئ پر قادر نہیں اسی طرح حی بھی کسی شئ پر قادر نہیں۔قادرِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔بندے کے لئے صرف کسبِ ظاہری ہے،اس کے حی ہونے کے اعتبار سے۔اور اس کے لئے کسبِ باطنی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صالحین کے نام سے برکت حاصل کرنے اور انہیں شفیع بنانے کے اعتبار سے۔بندوں اور ان کے افعال کا خالق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

ثبوتِ توسل پر بہت سی دلیلیں گزر چکیں۔لیکن اگر توسل پر زیادہ دلالت کرنے

PDF Compressor Pro

والے چند دلائل اور ذکر کر دیئے جائیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔(لھٰذا ملاحظہ فرمائیں)

جوازِ توسل پر مزید دلائل: علامہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعدِ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل کرنے کے جواز پر وہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے جسے امام دارمی نے اپنی صحیح میں حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ﴿ قَالَ : قَحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا اِلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوَّةً اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَ سَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ ﴾[راوی فرماتے ہیں کہ اہلِ مدینہ ایک مرتبہ سخت قحط کا شکار ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں آ کر فریاد کی۔آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس جاؤ اور آسمان کی طرف ایک روشن دان کھول دو یہاں تک کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔انہوں نے ایسا ہی کیا تو انہیں بارش سے خوب سیراب کیا گیا۔ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوگئی۔اونٹ اس قدر موٹے تگڑے ہو گئے کہ لگتا تھا کہ چربی کی کثرت کی وجہ سے وہ پھٹ جائیں گے۔اسی وجہ سے اس سال کو ''عام الفتق ''(پھٹنے والا سال) کہا جاتا ہے] علامہ مراغی نے فرمایا: قحط سالی کے زمانہ میں آسمان کی جانب روشن دان کھولنا اہلِ مدینہ کا دستور رہا ہے۔وہ لوگ حجرۂ مقدسہ میں گنبد کے اندرونی حصہ میں ایک

PDF Compressor Pro

روشن دان کھول دیتے ہیں اگر چہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت حائل ہو۔ علامہ سمہودی نے علامہ مراغی کے کلام کے بعد فرمایا: آج اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مواجھہ شریف کی طرف دروازہ کھولتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس عمل سے ان کا مقصد صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا اور ان سے شفاعت کی درخواست کرنا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ ہے۔ علامہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے "خلاصۃ الوفاء" میں یہ بھی فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا، آپ سے شفاعت طلب کرنا اور آپ سے برکت حاصل کرنا رسولوں کا طریقہ اور سلف صالحین کی سنت ہے۔

مذاہبِ اربعہ کے بہت سے علما نے کتبِ مناسک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے آداب میں لکھا ہے کہ زیارت کرنے والے کے لئے قبر شریف کی طرف رخ کرنا، گناہوں کی بخشش اور قضائے حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرنا مسنون ہے۔ علما نے فرمایا کہ زیارت کرنے والے کے لئے سب سے بہتر وہ دعا ہے جو عتبی محمد البصری اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہے (یہ دونوں حضرات امام شافعی کے مشائخ میں ہیں)۔ عتبی نے فرمایا: میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اسی وقت ایک اعرابی آیا اور اس طرح عرض پرداز ہوا ﴿السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ يَا خَيْرَ الرُّسُلِ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عَلَيْكَ كِتَابًا صَادِقًا قَالَ فِيْهِ " وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا

PDF Compressor Pro

اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔(النسآء آیت:۶۴) وَقَدْ جِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا مِنْ ذَنْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِکَ إِلٰی رَبِّیْ وَفِي رِوَايَةٍ وَ إِنِّیْ جُئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا رَبَّکَ عز وجل مِنْ ذُنُوْبِیْ﴾ [یارسول اللہ! آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔اے سب سے بہتر رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی۔جس میں اس نے فرمایا: اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کے پاس آ کر اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش کی دعا کر دیں تو یقیناً وہ لوگ اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔میں اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہوئے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں] اس کے بعد اس اعرابی نے روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظَمُهٗ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ و الْاَكَمُ

نَفْسِیْ الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ فِيْهِ الْعَفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

[اے زیر زمین دفن کئے جانے والوں میں سب سے بہتر ذات! جن کی خوشبو سے بلند و پست زمین معطر ہوگئی۔میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ آرام فرما ہیں اور جس میں پاکیزگی اور جود و سخاوت ہے]

عُتَبِی نے فرمایا: اس کے بعد اس اعرابی نے بخشش کی دعا کی اور چلا گیا۔اس کے جانے کے بعد مجھے نیند آ گئی۔لیکن میری قسمت بیدار ہوگئی اور خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ﴿يَا عُتَبِیْ إِلْحَقِ الْأَعْرَابِیَّ فَبَشِّرْهُ أَنَّ اللّٰهَ غَفَرَ لَهٗ﴾ [اے عُتَبِی! اس اعرابی کے پاس جا کر بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا] میں

PDF Compressor Pro

اس کے پیچھے گیا لیکن اسے پا نہیں سکا۔ انتھی۔

استدلال اس خواب سے نہیں ہے کیونکہ خواب سے احکامِ شرع کا ثبوت نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ خواب میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ شاید خواب دیکھنے والے پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہو۔

استدلال اس طور پر ہے کہ علما نے اس طرح دعا مانگنے کو مستحسن قرار دیا ہے اور اپنی اپنی کتبِ مناسک میں لکھا ہے کہ زیارت کرنے والے کے لئے اس طریقہ کو اپنانا مستحب ہے۔ ان کے اقوال میں اور اس سلسلہ میں وارد ہونے والی مختلف اللفظ روایات میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ راوی نے اسے معنیٰ بیان کیا ہو۔ تو کبھی اس نے ''یا خیر الرسل،، سے تعبیر کیا اور کبھی ''یا رسول اللہ،، سے بیان کیا۔ اس احتمال کے پیش نظر روایات میں کوئی تنافی نہیں۔

حضرت علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ''الجوھر المنظم ،، میں فرمایا: بعض حفاظِ حدیث نے ابوسعید السمعانی سے روایت کیا۔ انہوں نے حضرت علی مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے تین دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبر انور کی طرف جھک گیا اور قبر شریف کی مٹی اپنے سر پر ڈال کر یوں فریاد کی ﴿ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْتَ فَسَمِعْنَا قَوْلَکَ وَوَعَیْتَ عَنِ اللّٰہِ مَا وَعَیْتُ عَنْکَ وَکَانَ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی '' ولو انھم اذ ظلموا الخ وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَجِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا اِلٰی رَبِّیْ ﴾ [یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو کہا ہم نے قبول کیا۔ آپ نے اللہ کا کلام محفوظ کیا ہم نے آپ کے ارشادات یاد کئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ''ولو انھم اذ ظلموا انفسھم الخ ،،

PDF Compressor Pro

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اپنے رب سے بخشش طلب کرنے کے لئے میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں] قبر انور سے آواز آئی۔ بشارت ہو! تمہیں رب تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔

اس طرح کی ایک روایت بطریقِ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ حضرت سمعانی والی روایت کی تائید کر رہی ہے۔ اس کی تائید اس حدیثِ صحیح سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنِيْ وَ اُحَدِّثُ لَكُمْ وَوَفَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ مَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ وَ مَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ﴾ [میری زندگی تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ تمہیں مجھ سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ تمہارے اعمال میری بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔ اگر میں انہیں اچھا پاؤنگا تو رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرونگا اور اگر میں انہیں اچھا نہیں پاؤنگا تو تمہارے لئے استغفار کرونگا] اس کی تائید علما کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جسے انہوں نے آدابِ زیارت میں ذکر کیا ہے۔ (وہ یہ ہے) زائر (زیارت کرنے والے) کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس مقدس مقام میں از سرِ نو توبہ کرے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کے صادق ہونے کی درخواست کرے، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس توبہ کے مقبول ہونے کا وسیلہ بنائے اور آیتِ کریمہ "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم الخ ،، کی تلاوت کرنے کے بعد گریہ وزاری اور کثرتِ استغفار کرے اور یوں عرض کرے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے وفد ہیں۔ آپ کی زیارت کو اس لئے آئے ہیں کہ آپ اپنے حق کو ادا کریں۔ اور

PDF Compressor Pro

تا کہ ہم آپ کی زیارت سے برکت حاصل کریں اور آپ کو ان گناہوں کا شفیع بنائیں جنہوں نے ہماری پشتوں کو بوجھل اور ہمارے دلوں کو تاریک کر دیا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ کے سوا ہمارا کوئی شفیع نہیں جس کا ہمیں آسرا ہو۔ آپ کے درِ اقدس کے علاوہ کسی اور در سے کچھ ملنے کی ہمیں امید نہیں۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری بخشش کی دعا فرما دیں۔ حضور! ہماری سفارش کر دیں اور خدا کی بارگاہ میں عرض کر دیں کہ وہ ہماری دعاؤں کو قبول فرما کر ہم پر احسان کر دے۔ اور اپنے نیک بندوں اور علمائے صالحین میں ہمارا حشر فرمائے۔

الجوهر المنظم میں یہ بھی ہے کہ اُس اعرابی نے قبرِ انور کے پاس کھڑے ہو کر یہ دعا مانگی ﴿ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَبِيْبُكَ وَ أَنَا عَبْدُكَ وَالشَّيْطَانُ عَدُوُّكَ فَإِنْ غَفَرْتَ لِيْ سُرَّ حَبِيْبُكَ وَفَازَ عَبْدُكَ وَ غَضِبَ عَدُوُّكَ وَ إِنْ لَمْ تَغْفِرْ لِيْ غَضِبَ حَبِيْبُكَ وَ رَضِيَ عَدُوُّكَ وَ أَنْتَ يَا رَبِّ اَكْرَمُ مِنْ أَنْ تُغْضِبَ حَبِيْبَكَ وَ تُرْضِيَ عَدُوَّكَ وَ تُهْلِكَ عَبْدَكَ اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَرَبَ إِذَا مَاتَ فِيْهِمْ سَيِّدٌ أَعْتَقُوْا عَلٰى قَبْرِهٖ وَ إِنَّ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ فَأَعْتِقْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ﴾ [اے اللہ! یہ تیرے حبیب ہیں۔ اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے۔ اگر تو مجھے بخش دیگا تو تیرا حبیب خوش، تیرا بندہ کامیاب اور تیرا دشمن شیطان ناراض ہو گا۔ اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا تو تیرا دوست ناراض، تیرا بندہ ہلاک اور تیرا دشمن خوش ہو جائے گا۔ اے میرے رب! تیری شان اس سے بہت بلند ہے کہ تو اپنے دوست کو ناراض، اپنے دشمن کو خوش اور اپنے بندے کو ھلاک کرے۔ اے اللہ! عرب میں جب کوئی سردار مر جاتا ہے تو وہ لوگ اُس کی قبر کے پاس آ کر غلام آزاد کرتے ہیں۔ یہ تو سید العالمین ہیں۔ ان کی قبرِ انور

PDF Compressor Pro

پر تو مجھے دوزخ سے آزاد کردے۔ اے ارحم الراحمین!] وہاں موجود کسی صاحبِ کشف بزرگ نے اس سے کہا۔ اے عربی بھائی! اس عمدہ طریقہ سے سوال کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

بوقتِ دعا روضۂ اقدس کی طرف رُخ کرنے کا استحباب: علمائے مناسک نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے اور دعا مانگنے کے وقت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کا اِستقبال کرنا قبلہ کی طرف رخ کرنے سے بہتر ہے اور علامہ محقق کمال ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: روضۂ انور کی طرف رخ کرنا کعبہ شریف کی طرف رخ کرنے سے بہتر ہے۔ اور بوقتِ دعا قبلہ شریف کی طرف رخ کرنے کی افضلیت کا جو قول حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے سو اُس قول کی نقل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت امام صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود اپنی مسند میں حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبر شریف کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پشت کرنا سنت ہے اور استقبالِ روضۂ اقدس کے مستحب ہونے کے قول کو نقل کرنے میں علامہ ابن جماعہ علامہ ابن ہمام پر سبقت لے جا چکے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قبر شریف کی طرف رخ کرنا مستحب ہے۔ اور استقبالِ قبلہ کو افضل قرار دینے پر علامہ کرمانی کا رد بھی کیا ہے اور فرمایا: علامہ کرمانی کا قول کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

اس کے بعد علامہ ابن حجر نے "الجوهر المنظم،، میں فرمایا: استقبالِ روضہ کے استحباب پر استدلال اس طور پر بھی کیا جاتا ہے کہ ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

PDF Compressor Pro

وسلم اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہیں۔اپنی قبرِ انور کی زیارت کرنے والے سے واقف ہیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اِس دنیا میں ظاہری حیات کے ساتھ زندہ تھے تو آپ کی زیارت کرنے والے کو آپ کی طرف رخ کرنے اور قبلہ کی جانب پشت کرنے سے چارۂ کار نہیں تھا۔لھٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کے وقت بھی معاملہ اسی طرح ہوگا (یعنی قبر شریف کا استقبال اور قبلۂ مقدسہ کا استدبار کیا جائیگا) اور جب ہم سب متفق ہیں کہ مسجدِ حرم شریف میں قبلہ کی طرف رخ کر کے درس دینے والے مدرس کی طرف طلبہ رخ کرتے ہیں اور اس وقت ان کی پشت کعبہ شریف کی طرف ہوتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی طرف رخ کرنے پر تمہیں کیوں اعتراض ہے؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس مدرس سے افضل واعلیٰ ہونا قطعی اور یقینی ہے۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ قول گزر چکا جو انہوں نے خلیفہ منصور سے کہا تھا کہ ﴿لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ الخ﴾ حضرت امام زرقانی نے ''شرح المواهب اللدنية ،، میں فرمایا: قبلہ کی جانب پشت اور روضۂ انور کی جانب رخ کر کے دعا مانگنے کے مستحب ہونے پر علمائے مالکیہ کا اتفاق ہے۔یہ استحباب ان تمام حضرات کی کتابوں میں مذکور ہے۔پھر امام زرقانی نے نقل کیا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے۔حضرت امام احمد بن حنبل کا مذہب بیان کرنے میں علمائے حنبلیہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔لیکن محققین حنبلیہ کے نزدیک زیارت کرنے والے اور دعا مانگنے والے کے لئے روضۂ انور کے استقبال کا مستحب ہونا ہی راجح ہے۔جیسا کہ دیگر ائمۂ کرام کا مذہبِ مہذّب ہے۔اسی طرح محققینِ ائمۂ حنبلیہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا مستحب ہے۔کیونکہ توسل

PDF Compressor Pro

کے استحباب پر دلالت کرنے والی حدیثیں مرتبۂ صحت تک پہونچی ہوئی ہیں۔لھذا ائمۂ حنبلیہ کے نزدیک بھی راجح وہی ہے جو ائمۂ ثلٰثہ (تینوں اماموں) کے نزدیک راجح ہے۔

حضرت امام سبکی رحمة الله عليه نے" شفاء السقام "میں مذاہب اربعہ کے علما کا کلام تفصیل سے ذکر کیا ہے اور شیخ طاہر سنبل نے اپنے ایک رسالہ میں توسل کے متعلق لکھا کہ علمائے حنابلہ میں سے جن لوگوں نے توسل کے مستحب ہونے کا ذکر کیا ہے ان میں امام عبد اللہ السامری ہیں جنہوں نے" المستوعب "میں اس کا ذکر کیا ہے۔اور میں نے اس مسئلہ میں مکۂ مکرمہ کے مفتی حنابلہ حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ بن حمید سے استفتاء کیا۔تو انہوں نے جواب دیا کہ حنابلہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ زیارت کرنے والا دعا کرتے وقت روضۂ انور کا استقبال کرے اور اس کے لئے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا مستحب ہے۔انہوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ مذہبِ حنبلی کی معتمد علیہ کتابوں میں موجود ہے۔انہیں میں صاحب الفروع امام شمس الدین بن مفلح کی کتاب "شرح مناسك المقنع "،محرر مذہب شیخ منصور بہوتی کی" الاقناع "، اور ایک دوسری کتاب" شرح غاية المنتهىٰ "، اور بانی مذہب وہابیت محمد بن عبد الوہاب نجدی کے دادا شیخ سلیمان بن علی کی" منسك "، ہے۔غرض کہ مذہب حنبلی کے بہت سے مصنفین نے توسل کے مستحب ہونے کا قول کیا ہے۔

شیخ محمد بن عبد اللہ نے مزید فرمایا: ان حضرات میں سے بعض نے عتبی والے قصہ اور اعرابی کی طرف سے پڑھے گئے اشعار" يا خير من دفنت با لقاع اعظمه الخ "، کا بھی ذکر کیا ہے۔اور رہی وہ حدیث جس میں ﴿ اللهم انی اسئلک و اتوجه اليک الخ ﴾ کے کلمات ہیں تو اس کی تخریج حضرت امام ترمذی نے کی اور اسے صحیح قرار دیا۔امام

PDF Compressor Pro

نسائی اور امام بیہقی نے بھی اس کی تخریج کر کے صحیح قرار دیا۔ اس کے بعد مفتی مذکور نے فرمایا: جب یہ ساری باتیں متحقق ہو گئیں تو ہمیں یقین ہو گیا کہ حنابلہ کا مذہب وہی ہے جو سائل نے ذکر کیا ہے (یعنی یہ کہ دعا کے وقت روضۂ انور کا استقبال کرنا اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا مستحب ہے) اس کا انکار کرنے والا امام احمد بن حنبل کے مذہب سے جاہل اور نا آشنا ہے۔ اور امام آلوسی نے اپنی تفسیر میں بعض لوگوں کا جو قول نقل کیا کہ حضرت امام اعظم نے توسل سے منع فرمایا ہے سو یہ نقل صحیح اور ثابت نہیں۔ کیونکہ ائمۂ احناف میں سے کسی نے بھی اس قول کو نقل نہیں کیا۔ حالانکہ یہ حضرات مسلکِ حنفی کو زیادہ جاننے والے ہیں بلکہ ان حضرات کی کتابیں توسل کے مستحب ہونے کی دلیلوں سے لبریز ہیں۔ مخالفین کی نقل کا کوئی اعتبار نہیں لھٰذا اس سے دھوکہ نہ کھانا۔

علامہ قسطلانی کی "المواھب اللدنیہ" میں ہے کہ ایک اعرابی قبر انور کے پاس کھڑا ہوا اور یوں گزارش کی ﴿اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ أَمَرْتَ بِعِتْقِ الْعَبِیْدِ وَ ھٰذَا حَبِیْبُکَ وَ أَنَا عَبْدُکَ فَأَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ عَلٰی قَبْرِ حَبِیْبِکَ فَھَتَفَ بِہٖ ھَاتِفٌ یَا ھٰذَا تَسْئَلُ الْعِتْقَ لَکَ وَحْدَکَ ھَلَّا سَئَلْتَ الْعِتْقَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْھَبْ فَقَدْ أَعْتَقْتُکَ﴾ [اے اللہ! تو نے ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا غلام۔ اپنے حبیب کی قبر پر تو مجھے دوزخ سے آزاد کر دے۔ غیب سے آواز آئی۔ اے سوال کرنے والے! تو صرف اپنی آزادی کا سوال کرتا ہے۔ تمام مسلمانوں کی آزادی کا سوال کیوں نہیں کرتا؟ جا میں نے تجھے بخش دیا] اس کے بعد امام قسطلانی نے دو مشہور شعروں میں سے ایک شعر پڑھا۔ اور المواھب اللدنیۃ کے شارح حضرت امام زرقانی نے دوسرا

PDF Compressor Pro

شعر گنگنایا۔ وہ دونوں شعر یہ ہیں۔

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا شَابَتْ عَبِیْدُ هُمْ فِیْ رِقِّهِمْ اَعْتَقُوْهُمْ عِتْقَ اَحْرَارٍ

وَ اَنْتَ یَا سَیِّدِیْ اَوْلٰی بِذَا کَرَمًا قَدْ شِبْتُ فِی الرِّقِّ فَاَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ

[۱] بادشاہوں کے غلام جب ان کی غلامی کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں تو بادشاہ شریفوں کی طرح انہیں آزاد کر دیتے ہیں۔

[۲] اے میرے آقا! آپ اپنی عطا و بخشش کے سبب اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ میں آپ کی غلامی میں بوڑھا ہو گیا ہوں پس مجھے بھی دوزخ سے رہائی کا پروانہ عطا فرما دیں۔

امام قسطلانی نے "المواهب اللدنية" میں مزید فرمایا: حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت حاتم اصم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس کھڑے ہوئے اور اس طرح دعا کی ﴿یَارَبِّ اِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِیِّکَ ﷺ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِیْنَ﴾ [اے میرے رب! ہم نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی ہے۔ تو ہمیں خائب و خاسر واپس نہ کرنا] آواز آئی۔ اے فلاں! میں نے ہی تو تجھے اپنے محبوب کے روضۂ اقدس پر آنے کی ترغیب دی تھی۔ جاؤ تمہیں اور تمام زائرین کو بخش دیا گیا۔

امام ابن ابی فدیک نے فرمایا: میں نے بعض علما اور صلحا سے ملاقات کی اور ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہم تک یہ خبر پہونچی کہ جو شخص روضۂ اقدس کے قریب کھڑے ہو کر یہ آیت کریمہ پڑھے ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الاحزاب آیت:۵۶﴾ [بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والوں! تم بھی ان پر خوب خوب درود و سلام بھیجو] یہ آیت پڑھنے کے بعد

PDF Compressor Pro

ستر مرتبہ ''صلّی اللّٰہ علیک یا محمد،، کہے تو ایک فرشتہ اسے ندا دیگا ﴿صلّی اللهُ عَلَیْکَ یا فلان﴾ [اے فلاں! تجھ پر اللہ رحمتیں نازل فرمائے] اور اس کی تمام حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔

شیخ زین الدین المراغی وغیرہ نے فرمایا: ''یا محمد،، کے بجائے ''صلی الله علیک یا رسول الله،، کہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر ندا دینے سے منع کر دیا گیا ہے۔ آپ کی زندگی میں بھی اور وصال فرمانے کے بعد بھی۔ امام ابن ابی فدیک تبعِ تابعین اور معروف ائمۂ ثقات میں سے ہیں۔ بخاری و مسلم اور دیگر کُتُبِ سنن میں ان سے احادیث مروی ہیں۔ ان کے بارے میں امام زرقانی نے ''شرح المواهب،، میں فرمایا: ان کا نام محمد بن اسماعیل بن مسلم الدیلمی ہے۔ ان کا وصال ۲۰۰ھ میں ہوا۔ المواهب اللدنية میں محمد بن ابی فدیک کی جو روایت نقل کی گئی ہے اسے امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور امام زرقانی کی'' شرح المواهب،، میں ہے کہ دعا مانگنے والا اگر اس طرح دعا مانگے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَشْفِعُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَةِ اِشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ﴾ [اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی کی شفاعت چاہتا ہوں۔ اے نبیٔ رحمت! اپنے رب کے حضور میری شفاعت فرمائیں] تو اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابۂ کرام اور امت کے سلف و خلف کے روایت کردہ اقوال سے ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا، ان کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ بلاشبہ یہ چیزیں عظیم ترین عبادتوں میں سے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ

PDF Compressor Pro

آپ کی تخلیق سے پہلے ہی آپ کو وسیلہ بنایا جا چکا ہے۔اور آپ کی ولادت کے بعد اور وصال فرمانے کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔اور بعث بعد الموت کے بعد قیامت میں بھی آپ کو وسیلہ بنایا جائیگا۔

علامہ قسطلانی نے ''المواهب اللدنية،، میں فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن جابر پر رحمتیں نازل فرمائے! انہوں نے کتنی اچھی بات کہی۔

(۱) بِهٖ قَدْ أَجَابَ اللّٰهُ آدَمَ اِذْ دَعَا وَنُجِّیَ فِیْ بَطْنِ السَّفِیْنَةِ نُوْحُ

(۲) وَ مَا ضَرَّتِ النَّارُ الْخَلِیْلَ لِنُوْرِهٖ وَمِنْ اَجْلِهٖ نَالَ الْفِدَآءَ ذَبِیْحُ

[جب آدم علیہ السلام نے ان کے وسیلہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ انہیں کے وسیلہ سے نوح علیہ السلام کو کشتی میں (غرق ہونے سے) نجات دی گئی۔انہیں کے نور کا صدقہ ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ تکلیف نہ دے سکی۔اور انہیں کے طفیل اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو فدیہ میں دنبہ مل گیا]

اس کے بعد فرمایا: شیخ ابوعبداللہ ابن نعمان کی کتاب'' مصباح الظلام فی المستغیثین لخیر الانام،، میں وہ دلائل و براہین ہیں جن کو پڑھنے کے بعد شک وشبہ کے بیمار کو اِس سے زیادہ شفا نصیب ہو جائیگی۔اس کے بعد علامہ قسطلانی نے'' المواهب ،، میں ان بہت سی برکتوں کو ذکر کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے والوں کو حاصل ہوئیں۔امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بارش کی دعا کرانے کے لئے آیا۔اس نے چند شعر کہے۔اس کا پہلا شعر یہ

أَتَیْنَاکَ وَ الْعَذْرَاءُ یُدْمِیْ لَبَانُهَا وَ قَدْ شَغَلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

PDF Compressor Pro

[یارسول اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں اس وقت آئے ہیں جب کہ باکرہ (عورت) کے سینہ سے خون جاری ہے اور ماں اپنے بچہ سے غافل ہوگئی ہے]

اس نے آخر میں کہا۔

وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْکَ فِرَارُنَا وَ اَنّٰی فِرَارُ الْخَلْقِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

[ہماری پناہ گاہ صرف اور صرف آپ ہی ہیں اور مخلوق کی پناہ گاہ تو رسول ہی ہوتے ہیں]

یہ اشعار سننے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہیں ہوئے بلکہ حضرت انس فرماتے ہیں: جب وہ اعرابی اپنے اشعار سنانے سے فارغ ہو چکا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے ممبر پر رونق افروز ہوئے۔ خطبہ دیا اور ان کے لئے بارش کی دعا کی۔ آپ دعا کر ہی رہے تھے کہ موسلہ دھار بارش ہونے لگی۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب اس اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خشک سالی کی شکایت کی تو آپ نے فوراً اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی۔ آپ کا دعا کرنا تھا کہ فوراً بارش ہونے لگی۔ پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿لَوْ کَانَ أَبُوْ طَالِبٍ حَیًّا لَقَرَّتْ عَیْنَاہُ. مَنْ یُنْشِدُنَا قَوْلَہٗ﴾ [آج اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ کون ہے جو ہمیں ان کا قول سنائے] یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے اُن کے اِس شعر کے سننے کا ارادہ کیا ہے۔

وَ أَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

[یہ روشن وتابناک چہرہ والے ہیں۔ ان کے رخِ زیبا کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ یتیموں کے پناہ گاہ اور بیواؤں کے فریادرس ہیں]

PDF Compressor Pro

یہ شعر سن کر رسول اللہ کا چہرۂ انور کھل گیا۔ اس شعر کے گنگنانے پر آپ نے حضرت علی سے برہمی کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ہی ''یستسقی الغمام بوجهه،، کو ناپسند کیا۔ تو اگر اس میں حرام یا شرک جیسی کوئی بات ہوتی تو آپ ضرور نکیر فرماتے اور ایسے شعر کو سننے کی خواہش ہرگز ظاہر نہ فرماتے۔ یہ شعر ابو طالب کے اس قصیدہ کا ہے جس میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش خشک سالی کا شکار ہو گئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا زمانہ تھا۔ آپ کے چچا جناب ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی۔ چچا جان کا دعا کرنا تھا کہ خوب زوردار بارش ہوئی۔ اسی سے متاثر ہو کر جناب ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ قصیدہ کہا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیثِ صحیح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی ﴿ يَا عِيْسٰى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْ أُمَّتِكَ أَنْ يُؤْمِنُوْا بِهِ وَ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَآءِ فَاضْطَرَبَ فَكُتِبَ عَلَيْهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ ﴾ [اے عیسیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور تمہاری امت میں سے جو لوگ ان کا زمانہ پائیں انہیں بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں جنت ودوزخ کو پیدا نہ فرماتا۔ تحقیق کہ میں نے پانی پر عرش کو پیدا کیا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ جب اس پر '' لا اله الا الله محمد رسول الله ،، لکھا گیا تب اسے قرار آیا]

علامہ ابن حجر نے '' الجوهر المنظم ،، میں فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

PDF Compressor Pro

کو یہ فضل وکمال اور یہ خصوصیت حاصل ہے تو کیا ان سے توسل کرنا جائز نہ ہوگا۔

علامہ قسطلانی نے ''ارشاد الساری شرح البخاری،، میں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل جب خشک سالی کا شکار ہوتے تھے تو اپنے نبی کے اہل بیت کے وسیلے سے بارش کی دعائیں کیا کرتے تھے۔اس روایت سے معلوم ہوا کہ توسل اُمَمِ سابقہ میں بھی مشروع تھا۔

سید سمہودی نے ''خلاصة الوفاء،، میں فرمایا: اس پر عادت جاری ہے کہ جو شخص کسی کی بارگاہ میں ایسے شخص کو وسیلہ بناتا ہے جس کی قدر ومنزلت اس کی نگاہوں میں ہوتی ہے تو یہ (جس کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کیا گیا) اس شخص کی وجہ سے (کہ جس کا وسیلہ پیش کیا گیا) اس وسیلہ کرنے والے کی تعظیم کرتا ہے اور اس کی حاجتوں کو رفع فرماتا ہے۔اور کبھی وسیلہ تلاش کرنے والا عظمت وشان والی ذات کا نام لیکر اس ذات کی بارگاہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے جس کی شان اس سے بھی زیادہ بلند ہوتی ہے۔جب اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنانا جائز ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے (کہ تین لوگوں نے ایک غار کی پناہ لی اور وہ غار بند ہوگیا۔تو ان میں سے ہر شخص نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد عمل کو وسیلہ بنایا تو ان کے وسیلہ کی برکت سے وہ چٹان ہٹ گئی جس نے غار کے منہ کو بند کردیا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ بنائے جانے کے زیادہ حق دار اور لائق ہیں۔کیونکہ آپ وصفِ نبوت کے حامل اور بے شمار خوبیوں کے جامع ہیں۔چاہے یہ توسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوا ہو یا آپ کے وصال فرمانے کے بعد۔تو جب صاحبِ ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتا ہے تو آپ کی اسی نبوت کا قصد کرتا ہے جو کہ تمام کمالات کی جامع ہے۔اور

PDF Compressor Pro

توسل سے روکنے اور منع کرنے والے کہتے ہیں کہ صرف اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنانا جائز ٹھہرا حالانکہ وہ اَعراض ہیں تو ذواتِ قدسیہ کو وسیلہ بنانا کیونکر جائز نہ ہوگا؟ بالکل جائز ہوگا۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمِّ محترم (چچا جان) حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو وسیلہ بنایا تھا۔ اور اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ صرف اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے تو ہم ان مانعین سے کہیں گے کہ جب اعمالِ صالحہ سے توسل کرنا جائز ٹھہرا تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کے جواز سے کون سی چیز مانع ہے؟ کیونکہ آپ نبوت ورسالت سے متصف ہیں اور ایسے کمالات سے آراستہ ہیں جو ہر کمال سے بڑھ کر ہیں اور ہر عملِ صالح سے عظیم تر ہیں۔ نیز جوازِ توسل پر دلالت کرنے والی حدیثیں بھی کثرت کے ساتھ ثابت ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام انبیاء ومرسلین (صلوات اللہ تعالی علیہم اجمعین) اور جملہ صالحین سے بھی توسل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ حضرات طہارتِ قدسیۃ اور محبتِ ربِّ البریۃ سے متصف ہیں۔ یہ حضرات طاعت وفرمانبرداری کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں اور انہیں اللہ رب العزت کی جانب سے یقین کی دولت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے تو یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بنے ہیں۔ اگر ان کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو اللہ رب العزت مومنوں کی دعائیں ان کے وسیلہ سے قبول فرماتا ہے۔ لیکن توسل میں کامل ادب کا لحاظ کرنا اور غیر اللہ کی تاثیرِ (حقیقی) کا وہم پیدا کرنے والے الفاظ سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے۔

جوازِ توسل کی ایک دلیل حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ قصہ بھی ہے جسے حضرت امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر،، میں روایت کیا ہے۔ اس قصہ میں

PDF Compressor Pro

ہے کہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قصیدہ سننے کے بعد انکار و ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ اس قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں۔

(۱) وَ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَأَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبِ

(۲) وَ أَنَّكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً إِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْأَكْرَمِيْنَ الْأَطَائِبِ

(۳) فَمُرْنَا بِمَا يَأْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ وَإِنْ كَانَ فِيْمَا فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

(۴) وَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ بِمُغْنٍ فَتِيْلًا عَنْ سَوَادِ ابْنِ قَارِبِ

[میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور یا رسول اللہ! آپ ہر غیب پر مطلع ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور تمام رسولوں سے زیادہ مقرب ہیں۔ اے پاکیزہ و پاکباز صاحب عزت و عظمت لوگوں کے فرزند!۔ اے سب سے بہترین رسول! آپ ہمیں وہ حکم سنائیں جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے اگر چہ وہ حکم اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔ اور آپ اس دن میرے شفیع ہو جائیں جس دن آپ کے علاوہ کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو ذرا بھی فائدہ نہیں پہونچا سکے گا]

اس قصیدہ میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "أدنى المرسلين وسيلة إلى الله،، کہا اور "كن شفيعا،، کہہ کر شفاعت کی درخواست کی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی (تو اگر آپ سے شفاعت کی درخواست کرنا اور آپ کو وسیلہ بنانا جائز نہ ہوتا تو آپ ان کو ٹوک دیتے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا حکم دیتے)

PDF Compressor Pro

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے آپ کی وفات کے بعد جو مرثیہ پڑھا تھا اس میں بھی ثبوتِ توسل پر دلیل ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس مرثیہ میں فرمایا:

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ رَجَائُنَا وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَ لَمْ تَكُ جَافِيًا

[یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری امیدیں آپ ہی سے وابستہ ہیں۔ آپ ہم پر مہربان تھے سخت گیر نہ تھے]

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس شعر میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال فرما جانے کے بعد صیغۂ نداء "یا" کے ذریعہ پکارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "انت رجاء نا" کہا (یعنی یارسول اللہ! آپ ہی سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں اور ہم آپ ہی سے لَو لگائے ہوئے ہیں) اس مرثیہ کو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت نے سنا لیکن کسی نے بھی "یا رسول اللہ انت رجاء نا" کہنے پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا (معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام بعدِ وصال بھی "یا رسول اللہ" کہنے کے جواز کے قائل تھے)۔

علامہ ابن حجر الہیتمی نے اپنی کتاب "الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان" کی پچیسویں فصل میں فرمایا: جن دنوں حضرت امام شافعی بغداد میں تھے تو وہ حضرت امام اعظم کو وسیلہ بناتے تھے۔ پہلے وہ حضرت امام اعظم کی قبرِ مبارک پر حاضری دیتے اور سلام پیش کرتے۔ اس کے بعد قضائے حاجات کے لئے انہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل حضرت

PDF Compressor Pro

امام شافعی کا وسیلہ پیش کر کے دعا کیا کرتے تھے (ایک مرتبہ) ان کے صاحب زادے حضرت عبداللہ نے اعتراض کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الشَّافِعِيَّ كَالشَّمْسِ لِلنَّاسِ وَ كَالْعَافِيَةِ لِلْبَدَنِ﴾ [امام شافعی لوگوں کے لئے آفتاب اور بدن کے لئے شفاء کی طرح ہیں] اور جب امام شافعی کو معلوم ہوا کہ اہل مغرب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت امام مالک کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو آپ نے انکار نہیں فرمایا۔

امام ابوالحسن الشاذلی نے فرمایا: جسے اللہ تبارک تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو اور وہ اسے پورا کرنا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کرے۔

علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب "الصواعق المحرقة لاخوان الضلال والزندقة" میں ذکر کیا کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کرام علیٰ جدھم و علیھم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا وسیلہ پیش کر کے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا کرتے تھے

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيْعَتِيْ ۔۔۔ وَهُمْ اِلَيْهِ وَسِيْلَتِيْ
اَرْجُوْ بِهِمْ اُعْطٰى غَدًا ۔۔۔ بِيَدِيْ الْيَمِيْنِ صَحِيْفَتِيْ

[آل نبی میرا ذریعہ ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں وہی میرا وسیلہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ کل بروزِ قیامت ان کے طفیل میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا]

صاحبِ سنن حضرت امام ترمذی رضی اللہ تعالی عنہ کی سوانح پر مشتمل کتاب "مجمع الالباب" میں مصنفِ کتاب علامہ سید طاہر بن محمد بن ہاشم باعلوی نے ذکر کیا کہ

PDF Compressor Pro

حضرت امام ترمذی نے عالمِ خواب میں اللہ رب العزت کا دیدار کیا تو انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے ایسی دعا کے بارے میں دریافت کیا جس کو پڑھنے سے تادمِ حیات ایمان محفوظ رہ سکے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: میری اس عرضی پر اللہ رب العزت نے فرمایا: فجر کی نمازِ فرض سے پہلے پڑھی جانے والی دو رکعت نماز سے فارغ ہو کر روزانہ یہ دعا پڑھنا ﴿إِلٰهِي بِحُرْمَةِ الْحَسَنِ وَ أَخِيهِ وَجَدِّهِ وَ بَنِيهِ وَ أُمِّهِ وَ أَبِيهِ نَجِّنِي مِنَ الْغَمِّ الَّذِي أَنَا فِيهِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَسْئَلُكَ أَنْ تُحْيِيَ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ يَا أَللّٰهُ يَا أَللّٰهُ يَا أَللّٰهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ﴾ [یاالٰہی! حسن اور ان کے بھائی کا وسیلہ! ان کے نانا اور ان کے شہزادوں کا واسطہ! ان کی والدہ اور ان کے والد کا صدقہ! مجھے اس غم سے نجات دے دے جس میں میں مبتلا ہوں۔ اے حی و قیوم! اے عزت و جلال والے خدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی معرفت کے نور سے میرے دل کو روشن کر دے۔ اے اللہ! اے اللہ! اے ارحم الراحمین!]

حضرت امام ترمذی سنتِ فجر کے بعد اس دعا کو ہمیشہ پڑھتے تھے، اپنے اصحاب کو اس پر عمل کرنے اور لگاتار اس دعا کو پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اگر توسل ممنوع ہوتا تو اُن جیسا جلیل القدر امام نہ ہی اس پر عمل کرتا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے کا حکم دیتا۔ اور یہ امام مقتدیٔ جہاں اور حجتِ زماں ہے۔ حقیقت یہی ہے سلف و خلف میں سے کسی نے کبھی بھی توسل کا انکار نہیں کیا، یہاں تک کہ یہ انکار کرنے والے (احمق) پیدا ہو گئے۔

امام نووی کی ''الاذکار'' میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر غلام کو فجر کی دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا۔ ﴿اللّٰهُمَّ رَبَّ

PDF Compressor Pro

جِبْرَائِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ وَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ﴾ [اے اللہ !اے جبریل، میکائیل، اسرافیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب! مجھے دوزخ سے آزاد کر دے] علامہ ابن علان نے ''شرح الاذکار ،، میں فرمایا: رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قبولیتِ دعا کے لئے وسیلہ بنانے میں خاص طور سے ان حضرات کا ذکر فرمایا ہے ورنہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ مخلوق کا رب ہے۔اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ توسل مشروع ہے۔

امام زروق نے ''شرح حزب البحر ،، میں بہت سے صالحین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِھِمْ فَاِنَّھُمْ اَحَبُّوْکَ وَمَا اَحَبُّوْکَ حَتّٰی اَحْبَبْتَھُمْ فَبِحُبِّکَ اِیَّاھُمْ وَصَلُوْا اِلٰی حُبِّکَ وَنَحْنُ لَمْ نَصِلْ اِلٰی حُبِّھِمْ فِیْکَ فَتَمِّمْ لَنَا ذٰلِکَ مَعَ الْعَافِیَۃِ الْکَامِلَۃِ الشَّامِلَۃِ حَتّٰی نَلْقَاکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ﴾ [اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں ان حضرات کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔کیونکہ انہوں نے تجھ سے محبت کی ہے اور درحقیقت تو نے ان سے محبت کی تبھی یہ تیری محبت تک پہنچ سکے۔ہم ابھی تک ان کی محبت تک نہیں پہنچے تو تیری محبت تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔اے ارحم الراحمین! ہمارے لئے اسے ایسی عافیت کے ساتھ پورا فرما جو کامل اور شامل ہو۔ یہاں تک کہ ہم تجھ سے ملاقات کریں]

اور بعض عارفین کی دعا ان الفاظ پر مشتمل تھی ﴿اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْکَعْبَۃِ وَ بَانِیْھَا وَ فَاطِمَۃَ وَ اَبِیْھَا وَ بَعْلِھَا وَ بَنِیْھَا نَوِّرْ بَصَرِیْ وَ بَصِیْرَتِیْ وَ سِرِّیْ وَ سَرِیْرَتِیْ﴾ [اے اللہ! اے کعبہ اور اس کے بانی کے رب! فاطمہ، ان کے والد، اور ان کے شوہر اور ان کے شہزادوں کے رب! میری بصیرت اور آنکھ کو اور میرے قلب اور باطن کو روشن

PDF Compressor Pro

کردے] بعض عارفین نے فرمایا کہ آنکھوں کی بینائی بڑھانے کے لئے یہ دعا بہت مجرب ہے۔ جو شخص بھی سرمہ لگاتے وقت اس دعا کو پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو منور کردیگا۔ یہ دعا بھی اسبابِ عادیہ میں سے ہے۔ حقیقت میں اس کی کوئی تاثیر نہیں۔ موثرِ حقیقی تو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہے۔ تو جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو آسودگی اور سیرابی کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ دونوں موثر نہیں۔ موثر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور جس اللہ نے طاعت وفرمانبرداری کو سعادت اور حصولِ درجات کا سبب بنایا ہے۔ اسی نے ان صالحین سے (کہ جن کو اس نے معظم بنایا اور جن کی تعظیم کا حکم دیا) توسل کو قضائے حاجات کا وسیلہ اور سبب بنایا ہے۔ اس میں شرک یا کفر جیسی کوئی بات نہیں اور جو شخص اسلافِ کرام کے اوراد و وظائف اور اَذکار و اَدعیہ کی تلاش وجستجو کریگا تو توسل کی بے شمار مثالیں اسے ملیں گی۔ ان منکرین و مانعین کے آنے تک اسلاف میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ اکابرینِ امت سے جو توسل واقع ہوا اگر اس کی چھان بین میں لگ جائیں تو اس کے بیان سے کئی کتابیں بھر جائیں۔ اور جو کچھ ذکر ہوا وہ توفیق کا آئینہ اور قبولیت کا کان رکھنے والوں کے لئے کافی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں گفتگو اس لئے دراز کردی کہ شک کرنے والوں کے لئے یہ مسئلہ مکمل طریقہ سے واضح ہوجائے۔ کیونکہ توسل کا انکار کرنے والے، بہت سے لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرکے انہیں اپنے عقائدِ باطلہ کی جانب مائل کرتے ہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ توفیق دے اور لوگ ان شبہات کو قبول کرنے سے محفوظ رہیں اور ان نصوص سے واقف ہوکر ان شبہات کی طرف توجہ نہ دیں اور ان کے پیدا کردہ شبہات کو ان نصوص کے ذریعہ باطل کردیں۔ تو اے سننے والے! تم پر جمہورِ امت اور سوادِ اعظم کی پیروی کرنا لازم و

PDF Compressor Pro

ضروری ہے ورنہ تم اللہ ورسول کی مخالفت کرنے والے اور مومنین کے راستہ کے علاوہ دوسرے راستہ کی پیروی کرنے والے ہوجاوگے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۔النسآء آیت ۱۱۴﴾ [اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل گیا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿عَلَيْكُمْ بِا لسَّوَادِ الْاَعْظَمِ فَاِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةِ﴾ [بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو بکریوں کی ٹولی سے دور ہوجاتی ہے] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ ﴾ [جو شخص ایک بالشت بھر سواد اعظم سے جدا ہوا تو گویا اس نے اسلام کے پٹے کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیا]

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب ''تلبیسِ ابلیس ،، میں سوادِ اعظم کو ترک کرنے اور اس سے جدا ہونے کی وعید پر مشتمل بہت سی حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔ ان میں سے چند حدیثیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا ﴿مَنْ أَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَيَلْزَمُ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَ هُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ﴾ [جو شخص جنت الفردوس کا طلب گار ہو تو اس پر سواد اعظم کی پیروی کرنا لازم وضروری ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کے ساتھ رہتا ہے جو

PDF Compressor Pro

تنہا ہو اور وہ دو لوگوں سے دور رہتا ہے]

(۲) حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ﴿يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَالشَّيْطَانُ مَعَ مَنْ يُخَالِفُ الْجَمَاعَةَ﴾ [اللہ کا دستِ قدرت جماعت پر ہے اور شیطان جماعت کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے]

(۳) حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ﴿يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَإِذَا شَذَّ الشَّاذُّ مِنْهُمْ إِخْتَطَفَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ كَمَا يَخْتَطِفُ الذِّئْبُ الشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ﴾ [اللہ کا دستِ قدرت جماعت پر ہے۔ تو جب ان میں سے کوئی شخص جماعت سے الگ ہو کر تنہا رہ جاتا ہے تو شیاطین اسے اچک لیتے ہیں جس طرح (تنہا رہ جانے والی) بکری کو بھیڑیا اُچک لیتا ہے]

(۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الشَّاذَّةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّائِيَةَ فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ﴾ [بے شک شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے۔ جس طرح بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے جو دور دراز اکیلے رہنے والی بکری کو اچک لیتا ہے۔ تو تم ٹکڑیوں میں بٹنے سے بچو اور مسلمانوں کی عام جماعت (سوادِ اعظم) کو اور مسجد کو لازم پکڑو]

(۵) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿اِثْنَانِ خَيْرٌ مِنْ وَاحِدٍ وَثَلَاثَةٌ خَيْرٌ مِنْ اِثْنَيْنِ وَاَرْبَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ ثَلَاثَةٍ

PDF Compressor Pro

فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَنْ يَجْمَعَ أُمَّتِيْ إِلَّا عَلٰى هُدًى﴾ [دو ایک سے بہتر ہیں اور تین دو سے۔اور چار تین سے بہتر ہیں۔پس تم پر لازم ہے کہ بڑی جماعت کا دامن تھامے رہو۔کیونکہ اللہ تبارک وتعالی میری امت کو صرف ہدایت پر جمع فرمائیگا]

تو توسل وزیارت کا انکار کرنے والے (درحقیقت) مسلمانوں کی بڑی جماعت اور سوادِ اعظم سے جدا ہو چکے ہیں۔ان نادانوں نے قرآن کی بہت سی آیتوں کو (جو کہ کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی تھیں) لیکر انہیں توسل و زیارت کا اعتقاد رکھنے والے مسلمانوں پر چسپاں کر دیا اور اس بدترین فعل وشنیع تر خیانت کے ذریعہ بہت سے علما، صلحا اور عبادت وریاضت کرنے والے اولیاء کی تکفیر کر بیٹھے اور بکنے لگے کہ یہ سب ان مشرکین کی طرح ہیں جنہوں نے یہ کہا تھا﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ الزمر آیت:۳﴾ [ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کردیں] حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ مشرکین نے غیر اللہ کی الوہیت (خدا ہونے) کا اعتقاد رکھا تھا اور ان بتوں کو مستحقِ عبادت سمجھا تھا۔اور کوئی بھی مومن غیر اللہ کے خدا ہونے یا اسے مستحق عبادت ہونے کا قول نہیں کرتا۔تو پھر ان منکرین نے توسل وزیارت کرنے والوں کو ان مشرکین کی طرح کیسے قرار دے دیا۔ **سبحانک هٰذا بهتان عظيم**

شفاعت کا ثبوت: توسل وزیارت کا انکار کرنے والوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنا جائز نہیں ہے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اللہ تبارك و تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ البقرۃ آیت:

PDF Compressor Pro

۲۵۵﴾[وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے]اور اللہ تبارك و تعالیٰ نے فرمایا﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ۔الانبیاء آیت:۲۸﴾[اور شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لئے جس کے لئے وہ پسند فرمائے]استدلال اس طور پر کرتے ہیں کہ جب طالبِ شفاعت کو معلوم ہی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شفاعت کی اجازت ملیگی کہ نہیں تو پھر وہ ان سے شفاعت کیسے طلب کرسکتا ہے؟ اور جب طالبِ شفاعت کو پتہ نہیں کہ وہ ''من ارتضی ،، میں سے ہے کہ نہیں تو وہ شفاعت کی درخواست کیسے کرسکتا ہے؟

ان کی یہ دلیل باطل ومردود ہے۔اس کے بطلان پر وہ صحیح حدیثیں دلالت کررہی ہیں جن میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کی شفاعت کرنے کی اجازت مل چکی ہے۔اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شخص کی شفاعت فرمائیں گے جو ہر اذان کے بعد﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ الخ﴾ والی مشہور دعا پڑھے گا۔اور جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والے اور آپ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے شادکام ہوں گے۔اور بہت سی حدیثیں ان اعمال کے بارے میں مروی ہیں جن کے کرنے سے شفاعت واجب ہوجاتی ہے ۔اگر انہیں ذکر کریں تو گفتگو کافی دراز ہوجائیگی۔اور گنہگاروں کی شفاعت کے تعلق سے احادیثِ صحیحہ وارد ہیں۔مثلاً رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِيْ ﴾ [میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہے جو گناہِ کبیرہ کرنے والے ہیں]اور بہت سے محدثین نے باری تعالیٰ کے قول ''ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ ،،کی تفسیر میں فرمایا: جن کا خاتمہ ایمان پر ہوگا وہ '' من ارتضیٰ ،، میں داخل ہیں۔

PDF Compressor Pro

لھذا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ان تمام دلیلوں سے ثابت ہوا کہ عقیدۂ شفاعت ثابت و برحق ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مؤمن کی شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ تو گویا شفاعت طلب کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر (کے یہ دعا کر) رہا ہے کہ تا دمِ حیات اس کا ایمان محفوظ رہے تا کہ وہ شفاعت کا اہل ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں داخل ہو جائے۔ یہ ساری باتیں بالکل ظاہر ہیں۔ ان میں کچھ بھی پوشیدگی نہیں۔ ہاں جو بصیرت سے محروم ہے اس کے نزدیک یہ ساری باتیں پردۂ خفا میں ہیں۔ **العیاذ باللہ تعالیٰ**۔

ندائے یارسول اللہ کا جواز: توسل وزیارت کے ان منکرین کا ایک عقیدۂ باطلہ یہ بھی ہے کہ جو وفات پا چکا اسے اور جمادات کو صیغۂ ندا کے ساتھ پکارنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بھی کفر و شرک اور غیر اللہ کی عبادت میں داخل ہے۔ ان کا یہ عقیدہ بھی باطل و مردود ہے۔ اس عدمِ جواز کی ان کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ بس کچھ شکوک وشبہات ہیں جن سے یہ استدلال کرتے ہیں، مثلاً یہ کہتے ہیں کہ صیغۂ ندا کے ذریعہ پکارنا دعا ہے۔ اور ہر دعا عبادت ہے۔ بلکہ دعا عبادت کی اصل ہے۔ ان نادانوں نے مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی بہت سی آیتوں کو ان موحدین پر منطبق کر دیا ہے جن سے ندائے مذکور کا صدور ہوتا ہے۔ یہ تلبیس فی الدین ہے جس کے ذریعہ انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو گمراہ قرار دیا ہے۔

ان کے رد کا ماحصل یہ ہے کہ ندا کو کبھی دعا سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کے قول ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا . النور

PDF Compressor Pro

آیت : ۶۲ ﴾[رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بناؤ جیسا ایک دوسرے کو پکارتے ہو] میں ندا کو دعا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن اس دعا کو عبادت نہیں کہتے۔ کیونکہ ہر دعا عبادت نہیں ہے۔ اگر ہر ندا دعا ہو اور ہر دعا عبادت۔ تو اس میں زندوں اور مردوں کو ندا کرنا بھی داخل ہوگا۔ تو مطلقاً ہر ندا ممنوع ہوگی۔ خواہ زندہ کے لئے ہو خواہ وفات پا چکے انسان کے لئے۔ حیوانات کے لئے ہو یا جمادات کے لئے۔ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ صرف وہی ندا عبادت ہے جس میں ندا کرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ جس کو وہ ندا دے رہا ہے وہ خدا اور مستحقِ عبادت ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ وہ اس کی جانب رغبت کرے اور اس کے حضور عاجزی کا اظہار کرے۔ تو جو چیز شرک میں داخل کرنے والی ہے وہ غیر اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور اس کے موثر ہونے کا اعتقاد رکھنا ہے۔ اور مسلمان جس کو معبود یا مؤثر نہ سمجھتے ہوں اگر اسے ندا کریں تو یہ عبادت نہیں ہے۔ چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ۔ جماد ہو یا کچھ اور۔ اور بہت سی حدیثوں میں اموات اور جمادات کو ندا دینا واقع ہے۔ تو ان احمقوں کا یہ کہنا کہ ہر ندا دعا ہے اور ہر دعا عبادت ہے اپنے اطلاق اور عموم پر صحیح نہیں ہے۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو زندہ اور مردہ دونوں کو ندا دینا ممنوع ہوتا۔ کیونکہ دونوں مؤثر نہ ہونے میں برابر ہیں۔ اور کوئی بھی مسلمان غیر اللہ کے خدا ہونے یا اس کے مؤثر (حقیقی) ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

منکرین کی طرف سے دئے گئے جواب کا رد: اگر منکرین و مانعین یہ کہیں کہ زندہ انسان کو ندا دینا اور اس سے کچھ طلب کرنا اس لئے جائز ہے کہ وہ اس مطلوبہ شئی پر قادر ہے اور رہے وہ لوگ جو وفات پا چکے یا جمادات تو یہ کسی شئی پر قادر نہیں ہیں۔ محض عاجز ہیں۔ تو ہم ان سے

PDF Compressor Pro

کہیں گے کہ تمہارا یہ کہنا کہ ''زندہ بعض اشیاء پر قادر ہیں،، اِس اعتقاد کو مستلزم ہے کہ بندہ اپنے افعالِ اختیاریہ کا خالق ہے۔ حالانکہ یہ اعتقاد باطل ومردود ہے۔ کیونکہ ہم اہلِ سنّت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اور اس کے جملہ افعال کا خالق صرف اور صرف اللہ رب العزت ہے۔ بندہ صرف کاسب ہے۔ اللہ ربُّ العزت کا ارشادِ گرامی ہے ﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ۔ الصافات آیت:۹۶ ﴾ [اللہ تمہارا اور تمہارے افعال کا خالق ہے] اور یہ بھی ارشاد فرمایا ﴿اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْئٍ ۔الزمر آیت:۶۳ ﴾ [اللہ ہر شئ کا خالق ہے] تو خالق اور مؤثر نہ ہونے میں حیّ (زندہ)، میت (مردہ) اور جماد (پتھر) سب برابر ہیں۔ مؤثر اور خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ غیر اللہ کی تاثیر، اس کی الوہیت اور اس کے مستحقِّ عبادت ہونے کا اعتقاد ہی توحید کے منافی ہے۔ اِن اعتقادات کے بغیر کسی کو محض صیغۂ ندا کے ساتھ پکارنا ایمان کے لئے کچھ بھی ضرر رساں نہیں۔

اور جن حدیثوں میں وفات یافتگان اور جمادات کو اُلوہیت وتاثیر کے اعتقاد کے بغیر پکارنا وارد ہوا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ انہیں میں سے ایک نابینا والی حدیث ہے جو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کیونکہ اس میں ہے ﴿يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلىٰ رَبِّكَ الخ﴾ اور ماقبل میں یہ بھی گزرا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد بھی آپ کو صیغۂ ندا کے ساتھ پکارتے تھے۔ اور حضرت بلال بن حارث والی حدیث بھی ماقبل میں گزری۔ جس میں تھا ﴿إِنَّهُ جَآءَ إِلىٰ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ﴾ ان روایتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پا جانے کے بعد ندا دی گئی ہے اور آپ کو مخاطب

PDF Compressor Pro

کر کے امت کے لئے بارش کی درخواست کی گئی ہے۔ زیارتِ قبور کے تعلق سے وارد ہونے والی احادیث بھی اسی قبیل سے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے بہت سی حدیثوں میں صیغۂ ندا اور خطاب کا ذکر ہے مثلاً ﴿ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ ﴾ [اے قبر والے مومنو! تم پر سلامتی ہو انشاء اللہ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں] اس میں اہلِ قبور کو ندا بھی دی گئی اور انہیں مخاطب بھی کیا گیا۔ اس طرح کی حدیثیں شمار سے باہر ہیں۔ انہیں ذکر کر کے گفتگو کو دراز کرنے کی حاجت نہیں۔

مذاہبِ اربعہ کے ائمۂ سلف وخلف نے زیارت کرنے والے کے لئے مستحب قرار دیا ہے کہ قبرِ انور کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہے ﴿ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذَنْبِيْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ إِلٰى رَبِّيْ ﴾ [یارسول اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کو شفیع بنانے کے لئے حاضر ہوا ہوں] اور اُس تشہد میں بھی ندا کی صورت موجود ہے جسے ہر مسلمان نماز میں پڑھتا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان نماز میں درمیانِ تشہد کہتا ہے ﴿ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ﴾ [اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں] اور بلال بن حارث سے حدیثِ صحیح مروی ہے کہ انہوں نے قحط سالی میں (کہ جسے عامّ الرماد کہا جاتا ہے) ایک بکری ذبح کی تو اسے بے مغز و گوشت پایا۔ وہ اسی وقت " وا محمداہ وا محمداہ ،، کی صدا لگانے لگے۔ اور یہ روایت بھی درجۂ صحت پر فائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جب مسیلمہ کذّاب سے جہاد فرمایا تو " وا محمداہ وا

PDF Compressor Pro

محمداہ،، کہنا ان کا شعار (علامتی نشان) بن گیا تھا۔ اور حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الشفاء،، میں ہے ﴿إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَدِرَتْ رِجْلُهُ مَرَّةً فَقِيْلَ لَهُ اُذْكُرْ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ وَامُحَمَّدَاهُ فَانْطَلَقَتْ رِجْلُهُ﴾ [ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سُن ہوگیا۔ ان سے کہا گیا کہ انہیں یاد کریں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ انہوں نے فوراً کہا: وا محمداہ۔ یہ کہنا تھا کہ ان کا پیر فوراً صحیح ہوگیا]

جمادات سے مخاطب ہونے اور انہیں ندا کرنے کا ثبوت بھی بہت سی حدیثوں میں ملتا ہے۔ ایک حدیث یہ ہے ﴿إِنَّهُ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ أَرْضًا قَالَ يَا أَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ﴾ [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی زمین میں نزول فرماتے تو اس سے کہتے: اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے] اس حدیث میں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین (جو کہ جمادات میں سے ہے) سے خطاب کیا اور اسے ندا دی لھذا اس میں شرک و کفر جیسی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ اس میں نہ ہی غیر اللہ کے خدا ہونے کا اعتقاد ہے اور نہ ہی اس کے مستحقِ عبادت ہونے یا مؤثرِ (حقیقی) ہونے کا یقین۔

فقہائے کرام نے آدابِ سفر میں لکھا ہے کہ مسافر کی سواری جب ایسی سرزمین میں بھٹک جائے جہاں کوئی اس کا مونس و غم خوار نہ ہو تو اسے ﴿يَا عِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْا﴾ [اے اللہ کے بندوں! میری حفاظت کرو] کہنا چاہئے یا اگر کسی شخص کی کوئی چیز کھو جائے یا کسی سے مدد طلب کرنا چاہے تو اسے ﴿يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَعِيْنُوْنِيْ وَ أَغِيْثُوْنِيْ﴾ [اے اللہ کے بندوں! میری مدد کرو اور میری فریاد کو پہونچو] کہنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں

PDF Compressor Pro

جو ہمیں نظر نہیں آتے۔

جوازِ نداء پر فقہائے کرام نے اُس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جسے ابن السنی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿إِذَا انْفَلَتَتْ دَآبَّةُ اَحَدِكُمْ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَاداً يُحْبِسُوْنَهٗ﴾ [جب تم میں سے کسی کا جانور کسی بیابان زمین میں گم ہو جائے تو اسے یوں ندا کرنا چاہئے۔ اے اللہ کے بندو ! حفاظت کرو! کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے اس کی آواز پر لبیک کہیں گے] اِس حدیثِ پاک میں اللہ کے بندوں کو ندا کرنے اور ان سے طلبِ منفعت کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اُن بندوں کو کہ جنہیں ہم دیکھ نہیں رہے ہیں حصولِ منفعت کا سبب بنانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت امام طبرانی کی روایت کردہ دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿إِذَا أَضَلَّ اَحَدُكُمْ شَيْئاً اَوْ أَرَادَ عَوْناً وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيْهَا أَنِيْسٌ فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَعِيْنُوْنِيْ وَ فِيْ رِوَايَةٍ أَغِيْثُوْنِيْ فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [جب تم میں سے کسی شخص کا کوئی سامان گم ہو جائے یا کسی سے مدد طلب کرنا چاہے اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی اس کا مونس وغم خوار نہ ہو تو اسے کہنا چاہئے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ میری فریاد کو پہونچو! کیونکہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے]

علامہ ابن حجر نے ''ایضاح المناسك ،، کے حاشیہ میں فرمایا: یہ دعا نہایت مجرب ہے جیسا کہ اس حدیث کے راوی کا بیان ہے۔ اور امام ابوداؤد وغیرہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور

PDF Compressor Pro

رات آجاتی تو یہ دعا پڑھتے ﴿ یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَ شَرِّ مَا فِیْکِ وَ شَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ وَ شَرِّ مَا یَدُبُّ عَلَیْکِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَدٍ وَ اُسُوْدٍ وَ مِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَ وَالِدٍ وَ مَا وَلَدَ﴾ [اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں تیرے شر سے، تیرے اندر پیدا کئے گئے شر سے اور تیرے اوپر چلنے والوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں شیر، سانپ اور بچھو سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں شہر میں رہنے والے اور والد و ولد کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں] فقہائے کرام نے ذکر کیا ہے کہ مسافر کے لئے رات کے وقت اِس دعا کو پڑھنا مسنون ہے۔ اس حدیث پاک میں جماد کے لئے ندا و خطاب کا استعمال کیا گیا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر اور امام دارمی نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال دیکھتے تو کہتے ﴿ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہ ﴾ [میرا اور تیرا رب اللہ ہے] اس حدیث میں بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جماد کو ندا دی ہے اور اس سے خطاب کیا ہے۔

حدیثِ صحیح میں آیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو دوڑے آئے اور حجرۂ اقدس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے۔ چہرہ سے نقاب اٹھایا۔ جھکے۔ پیشانی کو بوسہ دیا اور یہ کہتے ہوئے رونے لگے ﴿بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَ مَیِّتًا اُذْکُرْنَا یَامُحَمَّدُ عِنْدَ رَبِّکَ وَلْنَکُنْ مِنْ بَالِکَ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِلْاِمَامِ اَحْمَدَ فَقَبَّلَ جَبْھَتَہٗ ثُمَّ قَالَ وَا نَبِیَّاہُ ثُمَّ قَبَّلَ ثَانِیًا وَ قَالَ وَاصَفِیَّاہُ ثُمَّ قَبَّلَ ثَالِثًا وَقَالَ وَا خَلِیْلَاہُ﴾ [یارسول اللہ! میرے ماں باپ

PDF Compressor Pro

آپ پر قربان ہوں۔آپ زندگی میں بھی پاکیزہ رہے اور بعدِ وصال بھی پاکیزہ رہیں گے۔یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے پاس ہمیں نہ بھولنا اور ہمارا شمار آپ کی آل میں ہونا چاہئے۔امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس طرح ہے۔آنے کے بعد انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا: ہائے! اللہ کے نبی وصال فرما گئے۔پھر دوسری مرتبہ بوسہ دیا اور کہا: ہائے! اللہ کے صفی وصال فرما گئے۔تیسری مرتبہ بوسہ دیا اور کہا: ہائے! اللہ کے خلیل وصال فرما گئے] اس روایت میں بھی بعدِ وصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا دی گئی ہے۔اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہنے سے جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو آپ کے وصال فرما جانے کا یقین ہو گیا تو وہ بھی یہ کہتے ہوئے رونے لگے ﴿بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَانَ لَکَ جِزْعٌ تَخْطُبُ النَّاسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا کَثُرُوْا وَ اتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتُسْمِعَھُمْ حَنَّ الْجِزْعِ لِفِرَاقِکَ حَتّٰی جَعَلْتَ یَدَکَ عَلَیْہِ لَسَکَنَ فَاُمَّتُکَ أَوْلٰی بِالْحَنِیْنِ عَلَیْکَ حِیْنَ فَارَقْتَھُمْ .بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَ رَبِّکَ أَنْ جَعَلَ طَاعَتَکَ طَاعَتَہُ فَقَالَ : مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰہَ .بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہُ أَنْ بَعَثَکَ آخِرَ الْأَنْبِیَآءِ وَ ذَکَرَکَ فِیْ أَوَّلِھِمْ فَقَالَ : وَ إِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُوْحٍ وَ أَبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی (الاحزاب آیت : ۷) بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہُ أَنَّ اَھْلَ النَّارِ یَوَدُّوْنَ أَنْ یَّکُوْنُوْا أَطَاعُوْکَ وَ ھُمْ بَیْنَ أَطْبَاقِھَا یُعَذَّبُوْنَ یَقُوْلُوْنَ یَا لَیْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰہَ وَ أَطَعْنَا الرَّسُوْلَ .بِأَبِیْ أَنْتَ وَ أُمِّیْ یَا

PDF Compressor Pro

رَسُوْلَ اللّٰہِ!لَقَدْ اِتَّبَعَکَ فِیْ قِصَرِ عُمْرِکَ مَا لَمْ یَتَّبِعْ نُوْحًا فِیْ کِبَرِ سِنِّہٖ وَ طُوْلِ عُمْرِہٖ ﴾ [یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کھجور کا ایک تنا تھا۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے اور آپ نے منبر بنوا لیا تو آپ کی جدائیگی کے باعث وہ تنا رونے لگا۔ لوگ اس کا رونا سنتے تھے۔ جب آپ نے اس پر اپنا دستِ شفقت رکھا تب اسے قرار نصیب ہوا۔ یارسول اللہ! جب کہ آپ نے اپنی امت کو داغِ فرقت دے دیا ہے تو آپ کی امت آپ پر آنسو بہانے کی زیادہ حق دار ہے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت اس قدر بلند ہے کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ چنانچہ قرآن مقدس میں فرمایا[جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کر لی]۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی شان یہ ہے کہ اس نے آپ کو سب سے آخر میں مبعوث فرمایا اور آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا چنانچہ فرمایا[اور یاد کرو جب ہم نے انبیاء کرام سے پختہ عہد لیا اور آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ وعیسیٰ سے بھی پختہ عہد لیا] یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی شان اس قدر بلند ہے کہ دوزخی یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ آپ کی پیروی کرتے جبکہ دوزخ کے طبقات میں انہیں عذاب دیا جا رہا ہوگا۔ وہ یہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کر لی ہوتی۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مختصر سی عمر میں آپ کی پیروی اتنے لوگوں نے کی جتنے لوگوں نے (حضرت) نوح کی لمبی اور پوری عمر میں بھی نہیں کی]

PDF Compressor Pro

آپ ان الفاظ میں غور کریں جن کا تکلم حضرت فاروق اعظم نے کیا ہے۔(اس روایت میں) آپ رضی اللہ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال فرمانے کے بعد متعدد بار ندا دی ہے۔اسے بہت سے ائمۂ حدیث نے روایت کیا ہے۔اسے قاضی عیاض نے" شفاء،، میں،علامہ قسطلانی نے" المواهب اللدنية ،، میں،امام غزالی نے" احیاء العلوم ،، میں اور امام ابن الحاج نے" المدخل ،، میں روایت کیا ہے۔اس روایت سے اور اس طرح کی دوسری روایتوں سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو ندا کے جواز کا علیٰ الاطلاق انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ندا دعا ہے اور ہر دعا عبادت ہے (اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔لھذا غیر اللہ کو ندا دینا بھی جائز نہیں)

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا﴿يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلىٰ جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ نَعَاهُ﴾[اے ابا حضور! آپ نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہہ دیا۔اے ابا حضور! جنت الفردوس آپکا ٹھکانا ہے۔اے ابا حضور! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دے رہی ہوں] نعی کا معنیٰ موت کی خبر دینا ہے۔ اس حدیث میں بھی آپ کو بعدِ وصال ندا دی گئی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ نے آپ کے وصال کے غم میں بہت سے اشعار کہے۔ان کے ایک طویل قصیدہ کا پہلا شعر ہے۔

أَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ رَجَائُنَا وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَ لَمْ تَكُ جَافِيًا

PDF Compressor Pro

[یارسول اللہ! آپ ہماری امید گاہ تھے۔آپ ہم پر مہربان تھے، سخت گیر نہ تھے]

اس شعر میں بھی وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغۂ ندا کے ساتھ پکارا گیا ہے۔اور کسی بھی صحابی نے انکار نہیں کیا حالانکہ وہ سب موجود تھے اور سن رہے تھے۔بعدِ دفن میت کو تلقین کرنے کا حکم بھی اسے ندا دینے کے جواز پر دلالت کر رہا ہے۔اس حکم کو بہت سے فقہا نے بیان کیا ہے اور دلیل میں وہ حدیث پیش کی ہے جسے امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بہت سے شواہد سے قوت حاصل ہے۔اس (تلقین) کی صورت یہ ہے کہ میت کو دفنانے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر میت کو مخاطب کر کے یوں کہے ﴿يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ أَمَةِ اللّٰهِ أَذْكُرِ الْعَهْدَ الَّذِيْ خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ قُلْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُسْلِمِيْنَ إِخْوَانًا رَبِّيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ [اے عبداللہ ابن امۃ اللہ! اس پختہ عہد کو یاد کرو جس پر تم دنیا سے گئے۔یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔جنت و دوزخ حق ہیں۔قیامت آنے والی ہے۔اس کے آنے میں کچھ بھی شبہ نہیں۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ قبروں سے مردوں کو زندہ فرمائیگا۔کہو میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے سچے دین ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے اور مسلمانوں کے بھائی بھائی ہونے پر راضی ہوں۔میرا رب

PDF Compressor Pro

اللہ ہے۔اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔وہ عرش عظیم کا مالک ہے] اس تلقین میں ندا و خطاب ہے تو پھر یہ لوگ ندا کا مطلقاً انکار کیسے کرتے ہیں؟

میت کو ندا کرنے کے جواز پر وہ مشہور حدیث بھی دلالت کر رہی ہے جس میں ہے کہ میدانِ بدر میں قتل کئے گئے کفارِ قریش کو کنویں میں ڈالنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ندا دی۔اسے امام بخاری اور اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے۔اِن تمام محدثین نے ذکر کیا ﴿اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَعَلَ یُنَادِیْهِمْ بِاَسْمَآئِهِمْ وَ اَسْمَآءِ آبَآئِهِمْ یَقُوْلُ اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا﴾ [نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اور ان کے باپ کا نام لیکر انہیں پکارنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا تمہیں اللہ و رسول کی اطاعت کرنے سے خوشی نہ ہوتی۔کیونکہ ہم نے تو اپنے رب کے کئے ہوئے وعدہ کو حق پایا تو کیا تم نے بھی اپنے رب کے کئے ہوئے وعدہ کو حق پایا]

اس طرح کی ندا کے جواز پر دلالت کرنے والے وہ آثار جو ائمۂ کرام، علمائے ذوی الاحترام اور اولیائے صالحین سے مروی ہیں وہ اس قدر کثیر ہیں کہ ان کو نقل کرتے کرتے عمریں ختم ہو جائیں گی اور صدیاں گزر جائیں گی۔یہ مانعین ان کا انکار نہیں کر سکتے۔تو اس چیز کی وجہ سے مسلمانوں کی تکفیر کرنا کیسے درست ہوگا جس کا ثبوت براہینِ قاطعہ اور دلائلِ ساطعہ سے ہے۔

حدیثِ صحیح میں آیا ﴿مَنْ قَالَ لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَآءَ اَحَدُهُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَ اِلَّا رَجَعَتْ اِلَیْهِ﴾ [جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو یا کافر کہہ کے پکارا تو وہ قول ان میں کسی ایک کی طرف ضرور پلٹے گا۔اگر وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا تو فبھا

PDF Compressor Pro

ورنہ وہ قول اسی قائل کی جانب پلٹ جائیگا] علما نے فرمایا کہ ایک ہزار کافروں کے قتل کو معاف کر دینا ایک مسلمان کے خون کو بہانے سے بہتر ہے۔ لھذا اس بارے میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ لھذا کسی بھی اہلِ قبلہ کے کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائیگا۔ ہاں اگر اس سے کوئی ایسا جرم ثابت ہو جو واضح طور پر تکذیب ایمان پر دلالت کرے تو اس وقت اس کی تکفیر کرنے میں تأمل نہیں کیا جائیگا۔

میں نے صاحب الحواشی علی المختصر شیخ محمد بن سلیمان الکردی المدنی کا فقہِ شافعی میں ایک عمدہ رسالہ دیکھا ہے۔ اُس رسالہ میں انہوں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی (جو کہ ان کا شاگرد تھا اور مدینہ منورہ میں ان سے تلمذ کیا تھا) کو اس وقت مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا (جب کہ وہ وہابی تحریک لے کر اٹھا تھا): اے ابن عبد الوہاب! ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو۔ خدا کے واسطہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی تکفیر سے اپنی زبان کو روک لو۔ جب تم کسی کے بارے میں یہ سنو کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر اس مستغاث بہ کی تاثیر کا قائل ہے تو اسے درست بات بتاؤ اور اس کے سامنے بدلائل ثابت کرو کہ تاثیر صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ کسی غیر اللہ کے لئے نہیں۔ تو اگر وہ انکار کرے تو اس وقت خاص اسی کی تکفیر کرو۔ سوادِ اعظم کو کافر قرار دینا تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں۔ جب کہ تم سوادِ اعظم سے جدا ہو تو کفر کی نسبت سوادِ اعظم کے بجائے اس کی طرف کرنا جو کہ سوادِ اعظم سے الگ تھلگ ہو حق سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ اس نے مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ کی پیروی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ النسآء آیت ۱۱۵﴾ [جو

PDF Compressor Pro

ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے] اور سنو بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو اپنے ریوڑ سے دور ہو جاتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ توسل و زیارت کا انکار کرنے والے (یہ نالائق) حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ انہوں نے امتِ محمدیہ کے اکثر افراد کی تکفیر کر کے انہیں مباح الدم والمال قرار دے دیا ہے اور انہیں ان مشرکین کے مثل قرار دے دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں تھے (مثلاً ابوجہل و ابولہب وغیرہ) اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام و مرسلینِ عظام اور اولیاء و صالحین کو وسیلہ بنانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یارسول الله اسئلک الشفاعة،، کے ذریعہ ندا کرنے کی وجہ سے مشرک ہیں۔

جہالت وحماقت کی انتہا: یہ نادان کافروں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کو عام و خاص مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔

(۱) ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔ جن آیت ۱۸﴾ [تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو]

(۲) ﴿وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ وَ إِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً و كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ. الاحقاف ۵۔۶﴾ [اور ان سے بڑھ کر گمراہ کون؟ جو اللہ کے سوا

PDF Compressor Pro

ایسوں کو پوجے جو قیامت تک ان کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کے منکر ہو جائیں گے]

(۳)﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۔الشعرآء آیت:۲۱۳﴾[تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا]

(۴)﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ۔الرعد آیت:۱۴﴾[اس کا پکارنا سچا ہے اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہونچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہونچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے]

(۵)﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ☆اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۔فاطر آیت:۱۳۔۱۴﴾[اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرمہ کے چھلکے تک کے مالک نہیں ☆تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں۔اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر بیٹھیں گے اور خبر رکھنے والے کی طرح تمہیں کون بتائیگا]

(۶)﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ☆اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا. الاسرآء آیت:

PDF Compressor Pro

۵۵۔۵۶﴾[تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا ☆ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے]

قرآن کریم میں اس طرح کی بہت سی آیتیں ہیں۔ان تمام آیتوں میں وہابیوں کے نادان واحمق مفسرین نے ندا کو دعا کے معنیٰ پر محمول کیا ہے اور پھر انہیں مؤمنین موحدین پر چسپاں کرتے ہوئے یہ بکواس کی ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی و ولی سے فریاد کی یا اسے ندا دی یا ان سے شفاعت کی درخواست کی تو وہ بھی انہیں مشرکین کی طرح ہو گا اور وہ بھی اِن آیات کے عموم میں داخل ہوگا۔اس طرح کے مومن انہیں مشرکوں کی طرح ہیں جو یہ کہتے تھے کہ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔الزمر آیت ۳﴾[ہم ان بتوں کی پوجا محض اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں] کیونکہ یہ مشرک نبیوں کی تاثیر کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے خالق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے بلکہ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ ہر شئی کا خالق اللہ ہی ہے جیسا کہ آیات کریمہ ﴿ وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۔الزخرف آیت:۸۷﴾[اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔تو کہاں اوندھے جاتے ہیں]اور ﴿ وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۔الزخرف آیت:۹﴾[اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کس نے بنائے یہ ضرور کہیں گے کہ انہیں بنایا اس عزت والے اور علم والے (اللہ) نے] کی دلالت سے واضح ہے۔انہیں اللہ

PDF Compressor Pro

نے ''لیقربونا الیٰ اللہ زلفی ،، کہنے ہی کی بنیاد پر کافر و مشرک قرار دیا۔لھذا شفاعت طلب کرنے والے، استغاثہ کرنے والے اور انہیں پکارنے والے بھی انہیں کی مثل ہیں۔(اس طرح کی بکواس اور جاہلانہ تفسیر لائقِ التفات نہیں)

توحیدِ ربوبیت ہی توحیدِ الوہیت ہے۔ان نادانوں نے یہ بھی کہا کہ توحید کی دو قسمیں ہیں (۱) توحیدِ ربوبیت۔ یہ وہی توحید ہے جس کا اقرار مشرکین کو بھی تھا۔(۲) توحیدِ الوہیت۔ یہ وہ توحید ہے جس کا اقرار موحدین کرتے ہیں۔اسی کے اقرار سے انسان دینِ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔مسلمان ہونے کے لئے توحیدِ ربوبیت کافی نہیں۔

ان نادانوں کا یہ کلام سرے سے باطل ہے۔کیونکہ آیاتِ کریمہ میں دعا بمعنیٰ عبادت ہے۔انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے اور اشتباہ پیدا کرنے کے لئے اسے ندا کے معنیٰ میں لے لیا ہے۔گزشتہ آیات واحادیث سے اس کا باطل ہونا آپ جان چکے ہیں۔رہی الوہیت وربوبیت کی جانب توحید کی تقسیم سو یہ بھی باطل ہے۔کیونکہ توحیدِ ربوبیت ہی توحیدِ الوہیت ہے۔کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى. الاعراف آیت:۱۷۲﴾ فرمایا'' الست بالھکم، ، نہیں فرمایا۔تو ان سب کی جانب سے توحید ربوبیت ہی کافی ہوگئی۔اور یہ بات معلوم ہے کہ جس نے تمہارے رب ہونے کا اقرار کرلیا تو اس نے تمہارے اِلٰہ ہونے کا بھی اقرار کرلیا۔کیونکہ رب اور الٰہ میں غیریت نہیں ہے (یعنی دونوں جدا نہیں ہیں) بلکہ ان دونوں میں عینیت (یعنی دونوں کا مفہوم ایک ہی) ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ قبر میں دو فرشتے بندے سے سوال کریں گے۔وہ کہیں گے: ''من

PDF Compressor Pro

ربّک؟ . مـــن الٰھک؟، ، نہیں کہیں گے۔اس سے بھی ثابت ہوا کہ توحیدِ ربوبیت ہی توحیدِ الوہیت ہے۔ان نادانوں پر تعجب ہے کہ ان کے پاس کوئی مسلمان آ کر کلمۂ طیبہ " لا إلٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ ، ،پڑھتا ہے تو یہ اس سے کہتے ہیں کہ ابھی تم نے توحید نہ جانی۔تمہاری یہ توحید توحیدِ ربوبیت ہے۔تم توحیدِ الوہیت سے نا آشنا ہو۔اور اس طرح کی تلبیساتِ باطلہ کی بنیاد پر یہ نادان اسے مباح الدم والمال قرار دیتے ہیں۔تو کیا کسی کافر کی توحید صحیح ہو سکتی ہے؟ کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو یہ توحید اسے دوزخ سے بچا لیگی۔کیونکہ دوزخ میں کوئی بھی موحد باقی نہیں رہیگا۔

اے مسلمانو! کیا تم نے احادیث وسیر میں سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبائلِ عرب اسلام قبول کرنے کے لئے آتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے توحید کی دو قسمیں کرتے تھے (۱) الوہیت (۲) ربوبیت۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بتاتے تھے کہ توحیدِ الوہیت ہی انہیں دین اسلام میں داخل کریگی۔یا صرف شہادتین کا اقرارِ ظاہری ہی ان کے لئے کافی ہوتا تھا۔اور آپ ان کے مسلمان ہونے کا فیصلہ صادر فرما دیتے تھے۔

یہ بکواس محض اللہ ورسول پر افتراء اور کذب ہے۔کیونکہ جس نے رب کو ایک جانا۔ اس نے الہ کو ایک جانا۔اور جس نے رب کے ساتھ کسی کو شریک کیا، اس نے الہ کے ساتھ شرک کیا۔اس لئے کہ اہلِ ایمان کا رب کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔تو جب یہ "لا الہ الّا اللہ ،، کہتے ہیں تو ان کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ ہی ان کا رب ہے۔جس طرح غیر اللہ سے ربوبیت کی نفی کرتے ہیں اسی طرح غیر اللہ سے الوہیت کی نفی کرتے ہیں اور ذات و

PDF Compressor Pro

صفات میں اللہ ہی کے لئے وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں۔اور جس چیز نے مشرکوں کو کفر و شرک میں داخل کیا وہ صرف " ما نعبدهم الّا ليقربونا الىٰ الله زلفىٰ ،، کی رٹ لگانا نہیں تھا (جیسا کہ منکرین گمان کرتے ہیں) بلکہ انہیں کفر و شرک میں داخل کرنے والا یہ اعتقاد تھا کہ غیر اللہ بھی کبھی الہ ہو کر مستحقِ عبادت ہو جاتا ہے۔اگرچہ ان کا اعتقاد یہی تھا کہ خالق و موثر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔تو جب انہوں نے غیر اللہ کی الوہیت اور اس کے مستحق عبادت ہونے کا اعتقاد رکھا اور ان پر حجت قائم کی گئی کہ یہ نفع و ضرر کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی یہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں بلکہ انہیں خود پیدا کیا گیا ہے۔تو انہوں نے جواب دیا کہ ''ہم تو انہیں محض اس لئے پوج رہے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں،،تو غیر اللہ کی الوہیت اور اس کے مستحق عبادت ہونے کے اعتقاد نے ہی انہیں شرک میں داخل کیا اور اس طرح کے اعتقاد کے ہوتے ہوئے اللہ کے خالق و موثر ہونے کے اعتقاد نے انہیں کچھ بھی نفع نہ دیا اور یہ کافر و مشرک ٹھہرائے گئے۔

الحمد لله مسلمان اس طرح کے عقیدہ سے بری ہیں۔کیونکہ یہ کسی بھی غیر اللہ کے لئے الوہیت اور استحقاق عبادت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔تو دونوں کی حالتوں میں بڑا فرق ہے۔اور مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے یہ نادان ان دونوں میں فرق نہیں کر سکے اور حواس باختہ ہو کر بکنے لگے کہ توحید کی دو قسمیں ہیں (۱) الوہیت (۲) ربوبیت۔اور اس باطل تقسیم کی رو سے مسلمانوں کی تکفیر کرنے لگے۔آپ گزشتہ نصوص میں غور کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ پر یہ بات واضح ہو جائیگی اور آپ جان لیں گے کہ جس عقیدہ پر سواد اعظم ہیں وہی حق و درست ہے۔اس سے فرار ممکن نہیں۔

PDF Compressor Pro

وہابیوں کے ایک اور عقیدے کا بطلان: مسلمانوں کو ملحد اور کافر قرار دینے والوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اولیاء و صالحین کی بارگاہ میں جانا، ان سے عقیدہ رکھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا شرکِ اکبر ہے۔ ان کا یہ عقیدہ بھی باطل و مردود ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کو سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس جانے اور ان سے دعا و استغفار کی درخواست کرنیکا حکم دیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک موجود ہے۔

اور آثارِ صالحین سے تبرک حاصل کرنا بھی جائز و مستحسن ہے۔ کیونکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھنکھارتے یا لعابِ دہن نکالتے تو صحابۂ کرام اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر اپنے جسم پر مل لیا کرتے تھے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک سر کا حلق کرایا تو صحابۂ کرام نے آپ کے موہائے مبارک کو برکت حاصل کرنے کے لئے آپس میں تقسیم کرلیا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنا لگوایا تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے آپ کا مبارک خون پی لیا۔ اور حضرت اُمِّ ایمن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول شریف پی لیا تو آپ نے ان سے فرمایا: ﴿صِحَّةً يَا أُمَّ أَيْمَنَ﴾ [اے ام ایمن! اب تم کبھی بیمار نہیں ہوگی] یہ ساری باتیں احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں۔ ان کا انکار جاہل یا معاند ہی کر سکتا ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس کے مشکیزہ کے پاس اس کا پانی پینے کے لئے تشریف لائے تو حضرت عباس نے اپنے فرزند کو گھر

PDF Compressor Pro

سے نیا پانی لانے کا حکم دیا کیونکہ انہیں یہ ناگوار گزرا کہ جس پانی کو لوگوں نے پیا اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمائیں۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے لوگوں نے پی لیا ہے۔ ہم آپ کے لئے نیا پانی لاتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿لا اِنَّمَا اُرِیْدُ بَرَکَةَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ [ایسا مت کرو۔ کیوں کہ ہم مسلمانوں سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں] تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں۔ تو دوسروں کے بارے میں آپ کیا خیال رکھتے ہیں؟ جب ہر مسلمان کے پاس نور و برکت ہے اور ہم غیر اللہ کی تاثیر کے قائل نہیں ہیں تو ثابت ہوا کہ صالحین کے آثار سے برکت حاصل کرنے میں شرک یا حرام جیسی کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ اپنے ناپاک مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں پر دین اسلام کا معاملہ خلط ملط کر رہے ہیں۔ **لا حول ولا قوّة الّا باللہ العلیّ العظیم.**

محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکاروں کی جہالت ۔ یہ لوگ صرف انہیں کو موحد سمجھتے ہیں جو ان کے اقوالِ باطلہ میں ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ ان کے گمان کے مطابق موحدین کی تعداد بہت کم ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی (کہ جس نے اس بدعت کو ایجاد کیا) درعیہ کی مسجد میں خطبۂ جمعہ دیتا تھا۔ اور اپنے ہر خطبہ میں کہتا تھا ''جس نے نبی کو وسیلہ بنایا وہ کافر ہو گیا،، اور اس کے بھائی حضرت سلیمان بن عبدالوہاب (جو کہ اہل سنت کے بہت بڑے عالم تھے) اس کے تمام اقوال و افعال کا انکار کرتے تھے۔ انہوں نے کسی بھی بدعت و خرافات میں اس کی پیروی نہیں کی۔ ایک مرتبہ سلیمان نے اپنے بھائی محمد بن عبد الوہاب سے کہا: اے محمد بن عبدالوہاب! اسلام کے ارکان کتنے ہیں؟ اس نے کہا پانچ۔ یہ سن

PDF Compressor Pro

آپ نے فرمایا: تم نے چھٹا رکن ایجاد کرلیا ہے۔ وہ یہ کہ جو تمہاری پیروی نہ کرے وہ کافر ہے۔ تمہارا یہ گمان (تمہارے نزدیک) اسلام کا چھٹا رکن ہے۔ ایک دن محمد بن عبدالوہاب سے ایک دوسرے شخص نے سوال کیا۔ رمضان المبارک کی ہر شب کو اللہ تعالیٰ کتنے گنہگاروں کو دوزخ سے آزادی کا پروانہ عطا فرماتا ہے؟ اس نے کہا: ہر رات ایک لاکھ۔ اور آخری رات کو اس قدر آزاد فرماتا ہے جتنا پورے مہینہ میں آزاد کرتا ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: تمہارے پیروکار تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں تو یہ کون سے مسلمان ہیں جن کی بخشش اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؟ جب کہ تم نے مسلمانوں کو اپنی ذات اور اپنے پیروکاروں کی ذات میں منحصر کردیا ہے۔ یہ نایاب گفتگو سن کر وہ کافر دنگ رہ گیا۔ اور اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ جب اس کے اور اس کے بھائی (حضرت سلیمان بن عبدالوہاب) کے درمیان نزاع کافی بڑھ گیا۔ تو انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نالائق انہیں قتل کرنے کا حکم نہ دے دے۔ تو وہ مدینہ منورہ کوچ کر گئے اور اس کے رد میں ایک رسالہ لکھ کر اس کے پاس روانہ کیا۔ لیکن وہ اپنی شرارتوں اور خباثتوں سے باز نہیں آیا۔

وہابیت کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کی حماقتیں: ایک مرتبہ ایک دوسرے شخص نے (جو کہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا اور اس قدر طاقت وقوت والا تھا کہ یہ ابن عبدالوہاب اس پر حملہ نہیں کرسکتا تھا) اس سے کہا: بھلا بتاؤ تو سہی کہ جب تمہیں ایسا شخص خبر دے جو دین دار اور امین ہو اور تم اس کی امانت ودیانت کے معترف بھی ہو کہ فلاں پہاڑ کے پیچھے بہت سے لوگ تم پر حملہ کرنے کے ارادے سے آرہے ہیں اور تم ایک ہزار گھوڑ سواروں کو پہاڑ کے پیچھے سے حملہ

PDF Compressor Pro

کرنے والے کو دیکھنے کے لئے بھیجو تو وہ لوگ کسی کا نام ونشان نہ پاسکیں اور آ کر تمہیں بتائیں کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو تم ان ایک ہزار کی تصدیق کرو گے یا اس ایک شخص کی تصدیق کرو گے جو تمہارے نزدیک امین وصادق ہے۔اس نے جواب دیا کہ میں ایک ہزار کی تصدیق کرونگا۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ زندہ اور وفات یافتہ تمام علماء اپنی اپنی کتابوں میں تمہاری بدعات وخرافات کی تکذیب کرتے ہیں اور انہیں کسی کام کا نہیں سمجھتے۔لہذا ہم انہیں کی تصدیق کرتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں یہ سن کر وہ مبہوت ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

ایک مرتبہ ایک دوسرے شخص نے اس سے کہا: یہ دین جو تم لیکر آئے ہو اس کا سلسلہ رسول پاک تک پہونچتا ہے یا نہیں؟ اس خبیث نے کہا: میرے مشائخ پھر ان کے مشائخ اسی طرح چھ سو سال تک کے تمام مسلمان مشرک ہیں۔یہ سن کر اس شخص نے جواب دیا: پھر تو تمہارا دین منقطع ہے متصل نہیں۔تو یہ عقائد تم نے کہاں سے حاصل کئے؟ اس نے کہا: اللہ نے بطور الہام مجھے عنایت کیا ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام پر الہام ہوتے تھے۔اس شخص نے کہا: یہ بات صرف تمہیں میں منحصر نہیں ہے تمہاری طرح ہر شخص یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور مجھے الہام کیا جاتا ہے۔

پھر اس شخص نے محمد بن عبدالوہاب سے کہا کہ توسل کے جواز پر سب کا اجماع ہے حتی کہ ابن تیمیہ نے بھی توسل کی دو قسمیں کی ہیں اور توسل کرنے والوں کو کافر نہیں کہا یہاں تک کہ روافض وخوراج اور تمام بدعتی فرقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کے جواز کا قول کرتے ہیں تو تمہارے لئے مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔یہ سن کر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس سے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت عباس کے وسیلے

PDF Compressor Pro

سے بارش کی دعا کی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیوں نہیں بنایا؟ محمد بن عبدالوہاب کا مقصد یہ تھا کی حضرت عباس باحیات تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔ اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل نہیں کیا۔ اس کی یہ دلیل سن کر اس شخص نے کہا: یہ حدیث تو تمہارے خلاف حجت ہے۔ کیونکہ حضرت عمر نے حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کی دعا کر کے یہ بتلا دیا کہ غیر نبی سے بھی توسل کرنا اور اس کے طفیل بارش کی دعا کرنا جائز و درست ہے۔ بھلا تم اس حدیث سے کیسے استدلال کر سکتے ہو؟ اور عمر وہی ہیں جنہوں نے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق سے پہلے ان کے وسیلہ سے دعا کی تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا حضرت عمر اور دیگر صحابۂ کرام کے نزدیک مشہور و معروف تھا۔ حضرت عمر نے تو یہ چاہا کہ لوگوں کو بتا دیں کہ غیر نبی سے بھی توسل کرنا جائز ہے۔ اس شخص کی یہ تقریر سن کر محمد بن عبدالوہاب نجدی حیران و ششدر رہ گیا۔ لیکن اپنی گمراہی اور بدترین قباحتوں پر ڈٹا رہا۔

اسکی ایک قبیح حرکت یہ ہے کہ جب اس نے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت سے منع کیا تو مقامِ احسآء کے کچھ مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پُر انوار کی زیارت کی۔ یہ بات محمد بن عبدالوہاب نجدی کو معلوم ہو گئی۔ جب یہ لوگ واپسی میں مقامِ درعیہ سے اس کے پاس سے ہو کر گزرے تو اس نادان جاہل نے ان سب کی داڑھی صاف کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انہیں گھوڑوں پر الٹا سوار کر کے درعیہ سے احسآء روانہ کیا۔

ایک مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ اس کی پیروی نہ کرنے والے دور دراز رہنے والوں کی

PDF Compressor Pro

ایک جماعت نے حج کرنے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کرنے کا قصد کیا ہے۔ جب یہ لوگ مقام درعیہ میں اس کے پاس سے گزرے۔ تو کچھ مسلمانوں نے سنا کہ یہ اپنے پیروکاروں سے کہہ رہا تھا ﴿خَلُّوا الْمُشْرِكِيْنَ يَسِيْرُوْنَ طَرِيْقَ الْمَدِيْنَةِ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَعْنِيْ اَتْبَاعَهُ يَخْلِفُوْنَ مَعَنَا﴾ [مشرکوں کو مدینہ کے راستہ پر جانے دو اور مسلمانوں کو (یعنی اس کے پیروکاروں کو) ہمارے ساتھ رہنے دو]

محمد بن عبدالوہاب کے عقائدِ خبیثہ: یہ شخص رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے منع کرتا تھا۔ درود سننے سے اسے تکلیف ہوتی تھی۔ شبِ جمعہ کو صلوۃ وسلام پڑھنے سے اور میناروں پر صلوۃ وسلام پڑھنے سے سختی سے منع کرتا تھا۔ جو بھی ایسا کرتا تھا اسے سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ حد اس وقت ہوگئی جب اس نے ایک اچھی آواز والے مؤذن کو اذان کے بعد مینار میں صلوٰۃ پڑھنے سے منع کیا۔ جب وہ باز نہیں آیا تو اس ظالم نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے بعد یہ بکواس کی کہ زانیہ کے گھر میں رات گزارنے والے کا گناہ اس سے کم ہے جو منبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔

یہ جاہل اپنے اصحاب کو یہ سبق سکھاتا تھا کہ توحید کے محافظ صرف یہی لوگ ہیں۔ کس قدر غلیظ ہے اس کا یہ قول اور کس قدر شنیع ہے اس کا یہ فعل۔ دلائل الخیرات وغیرہ (کہ جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فضائل ومناقب کا ذکر ہے) کو جلوا دیتا تھا۔ اور اپنی خباثتوں پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتا تھا کہ یہ ساری چیزیں از قبیلِ بدعت ہیں۔ میرا مقصد توحید کی حفاظت کرنا ہے، بس۔ یہ (نالائق) اپنے ماننے والوں کو فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں کو

PDF Compressor Pro

پڑھنے سے منع کرتا تھا۔اوران میں بہت سی کتابوں کواس نے نذرِ آتش بھی کیا۔اس نے اپنے تمام پیروکاروں کواجازت دے دی تھی کہ وہ قرآن کی تفسیر اپنی فہم (سمجھ) کے مطابق کریں۔ اس کی جماعت کے ناکارے، جاہل اور کمینے لوگ اس طرح کا کام انجام دیتے تھے۔اگرچہ انہیں ایک آیت یا ایک حدیث بھی یاد نہ ہو۔ان میں کا ایک جاہل دوسرے سے کہتا تھا: میرے سامنے قرآن پڑھو میں اس کی تفسیر بیان کرتا ہوں۔وہ قرآن پڑھتا اور یہ اپنی رائے سے اس کی تفسیر بیان کرتا اور یہ سرکش (شیخ نجدی) لوگوں کواس پر عمل کرنے کا حکم دیتا تھا۔اس کے ماننے والے نادان اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور یہ ان تمام تفسیروں کو کتبِ علم اور اقوالِ علماومفسرین پر مقدم رکھتا تھا۔اورائمۂ اربعہ کے بہت سے اقوال کے بارے میں کہتا تھا ''ان کی کوئی حیثیت نہیں،،اور کبھی کبھی تقیہ کرکے کہتا تھا: ائمۂ مجتہدین تو حق پر تھے لیکن مذاہبِ اربعہ کی تدوین کرنے والے ان کے پیروکار علما خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔کبھی کہتا تھا: شریعت ایک ہے ان لوگوں نے اسے چار میں کیسے تقسیم کر دیا؟۔یہ کتاب اللہ ہے اور یہ سنتِ رسول اللہ ہے۔ہم صرف انہیں پر عمل کریں گے۔ہم کسی مصری، شامی یا ہندی کی پیروی نہیں کریں گے۔مصری، شامی اور ہندی سے اس کی مراد وہ اکابر علمائے حنابلہ ہیں جنہوں نے اس کے رد میں کتابیں لکھیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس کے نزدیک حق کا معیار یہ تھا کہ اس کی طبیعت کے موافق ہو اگرچہ نصوصِ شرعیہ اور اجماعِ امت کے خلاف ہو۔اور باطل کا معیار یہ تھا کہ اس کی خواہش کے خلاف ہو اگرچہ اس کے بارے میں واضح نصوص موجود ہوں اور اس پر امت کا اجماع ہو۔یہ شخص مختلف عبارتوں کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرتا تھا۔اور اپنے آپ کو محافظِ

PDF Compressor Pro

توحید سمجھتا تھا۔اس کی ایک عبارت یہ ہے۔یہ بد بخت کہتا تھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم طارش تھے۔اہلِ مشرق کی زبان میں ''طارش،،اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف بھیجا گیا ہو۔اس قول سے اس خبیث کی مراد یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض پیغام لانے والے ہیں۔یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ (**معاذ الله**) آپ اس قاصد کی طرح ہیں جسے امیر وغیرہ کسی معاملہ میں لوگوں کے پاس بھیجیں تا کہ وہ ان تک پیغام پہونچا کر واپس آجائے۔

اس کا ایک خبیث قول یہ ہے کہ جب میں نے صلح حدیبیہ کے واقعہ میں غور کیا تو مجھے فلاں فلاں بات جھوٹی نظر آئی۔اس کی اس جیسی بہت سی عبارتیں ہیں۔یہاں تک کہ اس کے پیروکار بھی اسی کے مثل کہتے اور کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ خبیث باتیں کرتے تھے۔اور جب لوگ محمد بن عبدالوہاب کو خبر دیتے تو یہ ان باتوں پر رضامندی کا اظہار کرتا تھا۔اس کے پیروکار کبھی کبھی اس طرح کی بکواس اس کے دربار میں کرتے تب بھی یہ خوشی کا اظہار کرتا تھا۔کبھی کبھی اس کے بعض پیروکار یہ بکواس کرتے ﴿**عَصَایَ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ لِاَنَّهَا یُنْتَفَعُ بِهَا فِیْ قَتْلِ الْحَیَّةِ وَ نَحْوِهَا وَ مُحَمَّدٌ قَدْمَاتَ وَلَمْ یَبْقَ فِیهِ نَفْعٌ اَصْلاً وَ اِنَّمَا هُوَ طَارِشٌ وَ قَدْ مَضٰی**﴾ [میری یہ لاٹھی محمد سے بہتر ہے۔اس لئے کہ یہ سانپ مارنے اور اس جیسے دوسرے کاموں میں کام آتی ہے۔اور محمد تو انتقال کر چکے ہیں۔اب ان سے نفع کی کوئی توقع نہیں۔وہ تو قاصد تھے جو کہ گزر گئے] **معاذ الله و استغفر الله ربی من هٰذا**۔اس (خبیث) کا رد کرنے والے بعض علما نے فرمایا: اس طرح کی بکواس کرنا مذاہبِ اربعہ میں کفر ہے بلکہ یوں کہئے کہ اس کے کفر ہونے پر اجماع ہے۔

PDF Compressor Pro

تحریکِ وہابیت ۔ عہد بعہد: محمد بن عبد الوہاب نجدی (تحریکِ وہابیّت کا بانی) شروع شروع میں مدینہ منورہ میں علم حاصل کرتا تھا۔اس کا تعلق قبیلۂ بنی تمیم سے تھا۔ یہ شخص حصولِ علم کے لئے مکہ اور مدینہ کے درمیان گردش کرتا رہتا تھا۔اس نے مدینہ کے بہت سے جلیل القدر علما سے علم حاصل کیا۔شیخ محمد بن سلیمان الشافعی اور شیخ محمد حیات السندی الحنفی اس کے مشائخ میں سے ہیں۔اس کے زمانۂ طالب علمی ہی میں یہ دونوں شیخ اپنی فراستِ ایمانی سے اس کے اندر کفر والحاد اور بدعت وضلالت کے آثار دیکھ کر کہا کرتے تھے ''عن قریب یہ گمراہ ہو جائیگا اور اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ بعد والوں کو بد بخت اور گمراہ کریگا،،ان مشائخ نے جیسا فرمایا تھا بالکل ویسا ہی ہوا۔اُن کی فراستِ ایمانی نے خطا نہ کی۔اور اس کے والد حضرت عبد الوہاب علمائے صالحین میں سے تھے۔انہوں نے بھی اپنی اس نا خلف اولاد میں گمراہی و بد دینی کو بھانپ لیا تھا۔اس لئے وہ اس کی بڑی مذمّت کرتے تھے اور لوگوں کو اس سے خبر دار کرتے تھے۔اسی طرح اس کے بھائی حضرت سلیمان بن عبد الوہاب اس کی ایجاد کردہ خرافات و منکرات اور اس کے عقائدِ باطلہ کا بھرپور ردّ فرمایا کرتے تھے۔انہوں نے اس کے رد میں ایک کتاب بھی تالیف کی تھی۔(جیسا کہ ماقبل میں گزرا)

محمد بن عبد الوہاب نجدی ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے بڑی لمبی عمر پائی یہاں تک کہ یہ ۱۲۰۶ھ میں ۹۵ سال کی عمرِ دراز پا کر فوت ہوا۔

جب اس خبیث نے اُن بدعات وخرافات اور عقائدِ شنیعہ کو ظاہر کرنیکا ارادہ کیا جو شیطان نے اس کے لئے آراستہ کر دئے تھے تو مدینہ سے کوچ کر کے جانبِ شرق (پوربی

PDF Compressor Pro

علاقے) میں آ گیا اور لوگوں کو شرک ترک کر کے توحید کی طرف آنے کی دعوت دینے لگا۔ یہ لوگوں کے سامنے اپنی بات کو خوب آراستہ کر کے پیش کرتا تھا اور انہیں سمجھاتا تھا کہ لوگوں کے عقائد اور ان کے طور طریقے مشرکانہ ہیں اور وہ بدعات وخرافات میں غرق ہیں۔ اس طرح دھیرے دھیرے ان کے سامنے اپنے عقائدِ باطلہ کو ظاہر کرنے لگا۔ اس کے دامِ فریب میں آ کر بہت سے خالی الذہن نچلے درجہ کے دیہاتی لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔

مشرق میں اس کی تحریک کا آغاز ۱۱۴۳ھ میں ہوا۔ ۱۱۵۰ھ کے بعد اس کی تحریک نجد اور اس کے دیہی علاقوں میں مشہور ہوگئی اور اس کی تحریک سے متاثر ہو کر دَرْعِیَہ کا امیر محمد بن سعود اس کی نصرت وحمایت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے اپنی حکومت کو وسیع کرنے اور اپنے اقتدار کو نافذ کرنے کے لئے محمد بن عبدالوہاب کو ذریعہ بنایا اور باشندگانِ درعیہ کو محمد بن عبدالوہاب کے عقائدِ باطلہ کی پیروی کرنے پر ابھارا۔ اس کی ترغیب وتحریک پر باشندگانِ درعیہ اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والے لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔ ایک کے بعد ایک عرب کے بہت سے قبیلے اور خاندان اس کے پیروکار بن گئے۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت قوی ہوگئی اور اہلِ بادیہ اس سے خوف کھانے لگے۔ یہ ان سے کہتا تھا کہ ہم تم لوگوں کو خالص توحید کی اور شرک باللہ کو ترک کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ان دیہاتیوں کے سامنے خوب چکنی چپڑی باتیں کرتا تھا۔ یہ لوگ اعلیٰ درجہ کے جاہل اور امورِ دین سے بالکل ناآشنا تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کی بدعات وخرافات کو بہت پسند کیا۔ یہ (نالائق) ان سے کہتا تھا کہ میں تمہیں دین کی دعوت دے رہا ہوں اور (سن لو) روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان مطلقاً کافر ہیں اور جو شخص کسی مشرک کو قتل کرتا ہے وہ جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ اُن اَن پڑھ

PDF Compressor Pro

دیہاتیوں نے اس کی پیروی کی اور اُن کے دل اُس کی بتائی ہوئی باتوں پر مطمئن ہو گئے۔

محمد بن عبدالوہاب کو ان کے درمیان وہ مقام حاصل تھا جو ایک نبی کو اپنی امت میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے پیروکار اس کی کسی بات کو ترک نہیں کرتے تھے۔ اور اس کے حکم کے بغیر کوئی کام بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ اس کی غایت درجہ تعظیم کرتے تھے۔ اس کے پیروکار جب کسی کو قتل کرتے تو اس کا مال لوٹ لیتے اور اس کا پانچواں حصہ امیر محمد بن سعو کو دیتے اور باقی اپنے درمیان تقسیم کر لیتے تھے۔ وہ جہاں بھی جاتا یہ لوگ اس کے ساتھ جاتے اور اس کی ہر خواہش کو پورا کرتے۔ امیر محمد بن سعود اسکے ہر حکم کو نافذ کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی حکومت وسیع ہو گئی۔

وہابی فساد کے پھیلنے اور نجدی حکومت کے وسیع ہونے سے پہلے ان لوگوں نے شریف مسعود بن سعید بن سعد بن زید کے دورۂ اقتدار میں حج کرنے کا ارادہ کیا۔ شریف مسعود کی حکومت مکۃ المکرمہ میں ۱۱۴۶ھ سے لیکر ۱۱۶۵ھ تک تھی۔ ان لوگوں نے ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تاکہ وہ حج کی اجازت حاصل کریں۔ ان کا سب سے بڑا مقصد اپنے عقائد کو ظاہر کرنا اور اہلِ حرمین کو ان کے قبول کرنے پر ابھارنا تھا۔ پہلے انہوں نے اپنے تیس علما بھیجے۔ ان کا گمان تھا کہ یہ لوگ اہلِ حرمین کے عقائدِ صحیحہ کو فاسد کر کے ان میں کذب داخل کر دیں گے۔ انہوں نے آ کر حج کی اجازت طلب کی۔ (اور کہا کہ حج کرنے کی اجازت دے دیں) اگرچہ کچھ نقد کے بدلہ ہی کیوں نہ ہو جسے وہ ہر سال ادا کریں گے۔ اہلِ حرمین یہ سن چکے تھے کہ نجد میں محمد بن عبدالوہاب کا خروج ہوا ہے اور اس نے اہلِ بادیہ کے عقائد کو فاسد کر دیا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں تھے۔ جب یہ علمائے نجد مکہ پہونچے

PDF Compressor Pro

تو شریف مسعود نے حرمین کے علما کو حکم دیا کہ وہ ان علمائے نجد سے مناظرہ کریں۔ جب ان علمائے کرام نے ان نجدی جاہلوں سے مناظرہ کیا تو انہیں مسخرہ (بالکل ان پڑھ، جاہل، قابلِ استہزاء) پایا۔ یہ اپنی نادانی اور جہالت میں ان گدھوں کی طرح تھے جو شیر کے خوف سے بھاگ گئے ہوں۔ علمائے حرمین نے جب ان کے عقائد میں غور کیا تو انہیں بہت سے کفریات پر مشتمل پایا۔ جب ان لوگوں نے ان پر حجت و برہان قائم کر دی تو شریف مسعود نے قاضیٔ شرع کو حکم دیا کہ ان کے کفرِ ظاہری کا قطعی فیصلہ کرے تا کہ اول و آخر سب جان لیں کہ یہ کافر ہیں۔ اور اس نے یہ بھی حکم دیا کہ ان ملحدوں اور گدھوں کو قید کر کے ہاتھوں میں زنجیر اور پیروں میں بیڑیاں ڈال دی جائیں۔ چنانچہ ان کی ایک جماعت گرفتار ہوئی اور دوسری جماعت بھاگ کر درعیہ میں پناہ گزیں ہوئی۔ اور اپنے امیر کو اپنے مشاہدے سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر ان کے امیر نے تکبر و غرور سے کام لیا لیکن اپنے مقصد سے باز رہا اور اسے مؤخر کر دیا۔ جب ۱۱۶۵ھ میں شریف مسعود کا انتقال ہوا اور اس کی حکومت ختم ہوگئی اور اس کے بھائی شریف مساعد بن سعید مکۃ المکرّمہ کے نئے امیر منتخب ہوئے۔ تو ان لوگوں نے حج کی اجازت چاہنے کے لئے ان کے پاس بھی آدمی بھیجے۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا اور اجازت دینے سے منع کر دیا۔ تو ان کی خواہشیں دھری کی دھری رہ گئیں۔

جب شریف مساعد کی حکومت گزر گئی اور ۱۱۸۴ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ تو ان کے بھائی شریف احمد بن سعید مکہ کے امیر مقرر کئے گئے۔ ان کے امیر بننے کے بعد درعیہ کے امیر نے ان کے پاس (وہابی) علما کی ایک ٹیم کو بھیجا۔ شریف نے اپنے علما کو انہیں جانچنے کا حکم دیا۔ جب ان علمائے ذوی الاحترام نے ان وہابی علما کو جانچا تو پایا کہ ان کا مذہب وہی ہے جو زنادقہ

PDF Compressor Pro

(بے دینوں) کا ہے۔اس لئے انہوں نے بھی حج کی اجازت دینے سے منع کر دیا۔

پھر ۱۱۸۶ھ میں شریف احمد بن سعید سے مکہ کی امارت ان کے بھتیجے شریف سرور بن مساعد نے چھین لی۔تو ان لوگوں نے شریف سرور بن مساعد کے زمانۂ اقتدار میں ان کے پاس حج کرنے کی اجازت طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجے۔انہوں نے ان کو جواب دیا کہ اگر تم لوگ مکہ پہونچنا چاہتے ہو تو میں تم سے اس کے بدلے ہر سال وہی خراج لونگا جو عجمیوں اور رافضیوں سے لیتا ہوں۔اور اس پر عمدہ قسم کے سو گھوڑے زیادہ لونگا۔ان پر اس رقم کا ادا کرنا گراں گزرا اور انہوں نے یہ ناپسند کیا کہ وہ رافضیوں کی طرح خراج ادا کریں۔جب ۱۲۰۲ھ میں شریف سرور بن مساعد کا انتقال ہو گیا اور ان کے بھائی شریف غالب مکہ کے نئے امیر منتخب ہوئے۔تو انہوں نے ان کے پاس بھی حج کی اجازت حاصل کرنے کے لئے آدمی بھیجے۔انہوں نے بھی انکار کیا اور ان پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔اور ۱۲۰۵ھ میں ایک عظیم الشان لشکر تیار کر کے ان پر چڑھائی کر دی۔ان کے اور شریف غالب کے درمیان ۱۲۰۵ھ سے لے کر ۱۲۲۰ھ تک مسلسل جنگ ہوتی رہی۔جب شریف غالب ان کو دفع کرنے سے عاجز ہو گئے تو وہ ظالم مکۃ المکرّمہ میں داخل ہو گئے۔لیکن مکہ میں داخل ہونے سے قبل ان کے اور شریف غالب کی فوج کے درمیان بہت سے خون ریز معرکہ ہوئے کہ اگر ان کو ذکر کروں تو گفتگو طویل ہو جائیگی۔اس مدت میں اہل نجد کی حکومت وسیع اور ان کا فساد پھیل چکا تھا۔اس کے فوراً بعد یہ لوگ پورے جزیرۂ عرب کے مالک ہو گئے۔یہ لوگ پہلے مشرق پر قابض ہوئے۔پھر احساء، بحرین، عمان اور مسکت پر غالب ہوئے۔اور ان کی حکومت بغداد اور بصرہ سے جا ملی۔اور اس کے بعد پورے حرار پر ان کا کنٹرول ہو گیا۔پھر نخلستانی علاقہ خیوف پھر

PDF Compressor Pro

خربیہ، فرع اور جہنیہ پر قابض ہوئے۔ پھر مدینہ منورہ اور شام کے درمیانی تمام صوبوں اور علاقوں کے مالک ہوگئے۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت شام اور حلب سے متصل ہوگئی اور یہ لوگ شام، حلب، بغداد، مدینہ اور مکہ غرض کہ پورے عرب دنیا پر قابض ہوگئے۔ یہ لوگ مکہ اور طائف پر قابض ہونے سے پہلے ان دونوں کے قرب وجوار کے تمام قبیلوں کے مالک ہو چکے تھے۔

اور جب ۱۲۱۷ھ میں طائف پر ان کی حکومت قائم ہوئی تو ان ظالموں نے چھوٹے اور بڑے، حاکم اور محکوم سب کو بے دریغ قتل کیا۔ جس کی عمر باقی تھی وہی ان ظالموں سے بچ سکا۔ یہ لوگ بچوں کو ان کی ماں کی گود ہی میں قتل کر دیتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے اموال کو لوٹا اور ان کی عورتوں کو قید کیا اور بہت سے ایسے کارہائے بد کئے کہ جن کو ذکر کر دینے سے گفتگو کافی طویل ہو جائیگی۔

طائف کو تباہ و برباد کرنے کے بعد محرم ۱۲۱۸ھ میں مکۃ المکرّمہ کا قصد کیا۔ شریف کے اندر ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ لھذا اس نے ان کے لئے مکہ خالی کر دیا اور جدہ چلا گیا۔ ان نجدیوں کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مکہ کے چند اشخاص دو مرتبہ ان کے پاس گئے اور انہوں نے اہلِ مکہ کے لئے امان حاصل کیا۔ تو یہ لوگ مکہ میں امان کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے داخل ہوئے۔ پھر شریف غالب کو قتل کرنے کے لئے جدہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ شریف غالب نے بہادری کے ساتھ ان سے جہاد کیا اور ان پر توپوں سے حملہ کیا۔ اس لئے یہ لوگ جدہ میں داخل نہیں ہو سکے۔ اور صفر ۱۲۱۸ھ میں ناکام ونامراد ہو کر اپنے دیار واپس چلے گئے۔ اور مکہ کہ حفاظت کے لئے اپنی ایک جماعت کو چھوڑ گئے۔

PDF Compressor Pro

اسی سال ماہ ربیع الاول شریف میں شریف غالب مکہ واپس آیا۔اس کے ساتھ والی جدہ پاشا اور چند فوجی ٹکڑیاں تھیں۔چنانچہ اس نے مکہ سے نجدیوں کی جماعت کو نکال کر دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا۔اس بعد اس کے اور نجدیوں کے درمیان ۱۲۲۰ھ تک خون ریز جنگیں ہوتی رہیں۔نجدی تمام اطراف پر غالب ہوئے اور انہوں نے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔اہلِ مکہ سخت مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوئے۔لوگ کتوں اور مرداروں کو کھانے پر مجبور ہوئے۔پھر شریف غالب نے ان سے صلح کر لی اور وہ لوگ مکہ میں صلح کے ذریعہ داخل ہوئے۔اور مکہ میں ان کی حکومت ۱۲۲۷ھ تک لگاتار رہی۔اس کے بعد ہمارے سردار سلطان محمود نے مصر کے وزیر اعظم اور مشیر محترم محمد علی پاشا کو حکم دیا۔محمد علی پاشا نے اپنے سردار کے حکم سے ان کے خلاف فوجی کاروائی کی اور انہیں حرمین طیبین سے نکال پھینکا۔پھر اس نے جہاد کرنے کے لئے ایک لشکر ان کے دیار میں بھیجا اور لشکر کے ساتھ خود بھی گیا۔یہاں تک کہ اس نے انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔بعض علما نے نجدیوں کے مکہ سے نکلنے کی تاریخ ''قطع دابر الخوارج،، [خارجیوں کی دم کٹ گئی] سے نکالی ہے۔ان کی جنگوں کے حالات اور مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے ان کے سلوک کو اگر لکھوں تو کلام طویل ہو جائیگا۔لھذا ان کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

نجدیوں کا پہلا امیر محمد بن سعود تھا۔جب یہ مر گیا تو اس کے ناخلف اولاد نے اس کی تحریک کو آگے بڑھایا۔اور جب محمد بن عبدالوہاب نجدی مر گیا تو اس کی ناخلف اولاد نے بھی اس کی ایجاد کردہ خرافات کو فروغ دیا۔

محمد بن سعود اور اس کی اولاد کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جب یہ کسی قبیلہ پر غالب ہوتے تو

PDF Compressor Pro

اسے اس کے قریب والے قبیلہ پر مسلط کر دیتے اور وہ دوسرے کو اس کے مابعد پر مسلط کر دیتا۔ اس طرح یہ لوگ تمام قبیلوں پر قابض ہو گئے۔ اور محمد بن سعود جب کسی شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا تو جس قبیلہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا اس کے نام چھنگلیا کے برابر ایک چھوٹا سا خط لکھتا اور اس سے شریکِ جنگ ہونے کا مطالبہ کرتا۔ تو وہ لوگ اس کے پاس سفر کے ضروری ساز و سامان کے ساتھ آ جاتے اور اسے کسی چیز کا مکلّف نہیں بناتے۔ اس کے پاس نہ ہی فوج تھی اور نہ ہی لشکر۔ اور نہ ہی حساب رکھنے والا کوئی محکمہ تھا۔ یہ لوگ جب کچھ لوٹتے تو ایک خمس (پانچواں) اسے دیتے اور چار خمس خود لیتے۔ یہ جہاں جاتا اس کے ساتھ اس کے ہزاروں عاشق ہوتے تھے۔ ان کا شمار صرف اللہ کر سکتا ہے۔ یہ لوگ معمولی سے معمولی کام میں بھی اس کی مخالفت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ یہ ایک آزمائش تھی جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے بندوں کو آزمایا۔ اور یہ اسلام میں ظاہر ہونے والے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ ہے کہ جس کی مصیبتوں سے عقلیں زائل ہو گئیں اور اربابِ عقل و دانش حیران ہو گئے۔ یہ لوگ کچھ چیزوں کے ذریعہ نادانوں کو اس شبہ میں مبتلا کرتے ہیں کہ یہ لوگ امرِ دین کو قائم کرنے والے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دیہاتیوں کو نماز قائم رکھنے اور جمعہ و جماعت کی پابندی کرنے کا حکم دیا اور زنا، لواطت اور ڈاکہ زنی جیسے ظاہری برے کاموں سے باز رکھا جس کے نتیجہ میں راستے محفوظ ہو گئے اور یہ نجدی لوگوں کو توحید کی جانب بلانے لگے تو جاہل و نادان لوگ انہیں اچھا سمجھنے لگے اور ان کی اس حرکت سے غافل رہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو مشرک قرار دیتے ہیں اور چھ سو سال قبل کی پوری امتِ مسلمہ کو کافر و بے دین خیال کرتے ہیں اور یہ جاہل اس سے بھی غافل رہے کہ یہ نجدی مسلمانوں کی جان و مال کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں اور انہوں نے نبی صلی اللہ

PDF Compressor Pro

علیہ وسلم اوران سے محبت کرنے والوں کی شان میں طرح طرح کی گستاخی کر کے ان کی عزت وحرمت کو پامال کیا ہے۔اس طرح کی ان کی بے شمار قباحتیں ہیں جن کو انہوں نے ایجاد کیا اور جن کے ذریعہ انہوں نے امت کی تکفیر کی۔

جب کوئی شخص طوعًا و کرھًا ان کے دین کی پیروی کرنا چاہتا تو یہ لوگ پہلے اسے شہادتَین کے اقرار کرنے کا حکم دیتے پھر اس سے کہتے کہ تم اپنے نفس پر گواہی دو کہ تم کافر تھے اسی طرح اپنے والدین پر گواہی دو کہ وہ حالتِ کفر میں مرے اور فلاں فلاں کے بارے میں گواہی دو کہ وہ بھی کافر تھے۔اسی طرح ماضی کے اکابر علما کی ایک بڑی جماعت کا نام لیکر ان کے کفر کا اقرار کراتے۔اگر وہ ان سب کے کافر ہونے کی گواہی دیتے تو انہیں قبول کر لیتے اور اپنا بھائی بنا لیتے ورنہ قتل کرنے کا حکم دے دیتے۔اور یہ لوگ واضح طور پر کہتے تھے کہ چھ سو سال سے پوری امت کافر ہے۔سب سے پہلے اس خبیث عقیدہ کا اظہار محمد بن عبد الوہاب نجدی نے کیا۔اس کے بعد اس کے ماننے والوں نے بھی اس کی پیروی کی اور یہ خبیث قول زبان پر لائے۔جب کوئی مسلمان حج کرنے کے بعد ان کے دین میں داخل ہوتا تو یہ اسے دوبارہ حج کرنے کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نے پہلا حج حالتِ شرک میں کیا تھا لھذا تم سے حجِّ فرض ساقط نہیں ہوا۔اور باہری لوگ اگر ان کی پیروی کرتے تو یہ ان کو مہاجرین سے موسوم کرتے ہیں اور ان کے شہر والے اگر پیروی کرتے تو ان کو انصار کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب کے حال سے ظاہر یہی ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ دار تھا البتہ اس کا اظہار نہیں کر سکا۔اس لئے کہ یہ شخص شروع شروع میں ان لوگوں کی خبروں کے مطالعہ کا بڑا شوق رکھتا تھا جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا۔جیسے مسیلمہ کذاب، سجاح، اسود عنسی، طلیحہ

PDF Compressor Pro

اسدی اور ان جیسے دوسرے دعوی دار۔ تو گویا وہ اپنے دل میں دعویٔ نبوت کا ارادہ رکھتا تھا۔ اگر اس دعوی کے اظہار پر قدرت پاتا تو ضرور اسے ظاہر کرتا۔ یہ اپنے ماننے والوں سے کہتا تھا کہ میں تمہارے پاس دینِ جدید لے کر آیا ہوں۔ اپنے اقوال و افعال سے بھی اس کا اظہار کرتا رہتا تھا۔ اسی وجہ سے اماموں کے مذاہب اور علما کے اقوال میں وہ طعن کرتا رہتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے صرف قرآن کو قبول کیا اور اپنی مرضی اور منشا کے مطابق اس کی تاویل کرتا تھا۔ قرآن کو بھی اس نے محض زبانی قبول کیا تھا تاکہ لوگ اس کی حقیقتِ حال سے ناآشنا رہیں۔

محققین نے دلیل کے ساتھ اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ماننے والے اپنی خواہشات کے مطابق قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، سلف صالحین اور ائمۂ تفاسیر کی بیان کردہ تفسیر کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ان باتوں کا قائل نہیں تھا۔ وہ قرآن کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں، صحابۂ کرام، تابعینِ عظام اور ائمۂ مجتہدین کے اقوال کو لائقِ اعتناء نہیں سمجھتا تھا۔ ان مسائل کو بھی قبول نہیں کرتا تھا جنہیں ائمہ نے قرآن و حدیث سے مستنبط کیا تھا۔ اجماع اور قیاسِ صحیح کا بھی منکر تھا۔ یہ شخص حضرت امام احمد بن حنبل کی تقلید کا جھوٹا دعوی کرتا تھا۔ حالانکہ امام احمد بن حنبل اس کے عقائدِ باطلہ سے بری ہیں اسی وجہ سے اس کے معاصر بہت سے علمائے حنابلہ نے نہ صرف یہ کہ اس کے رد کو مستحسن قرار دیا بلکہ اس کے رد میں بہت سے رسالے بھی تصنیف کئے۔ خود اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا۔

PDF Compressor Pro

محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے لئے اُن آیتوں سے استدلال کیا جو مشرکین کے حق میں نازل ہوئیں ہیں اور انہیں موحدین پر محمول کر دیا۔ چنانچہ حضرت امام بخاری حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے خارجیوں کا یہ وصف روایت کرتے ہیں کہ وہ کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کو لیکر مسلمانوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ اور امام بخاری کے علاوہ دوسرے محدثین نے حضرت عبداللہ ابن عمر ہی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ رَجُلٌ مُتَأَوِّلٌ لِلْقُرْآنِ يَضَعُهُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهِ﴾ [مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ اس شخص سے اندیشہ ہے جو قرآن کی غلط تاویل کریگا اور اسے غیرِ محل میں محمول کریگا اور قرآنی آیات کے غلط معانی بیان کریگا] یہ دونوں حدیثیں محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکاروں پر حرف بحرف صادق آتی ہیں۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ اپنے گورنروں کو (جو کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر جاہل ہوتے تھے) حکم دیتا تھا کہ اپنی سمجھ کے مطابق غور وفکر کرو اور وہی حکم صادر کرو جو اس دینِ (وہابی) کے مناسب ہو اور اِن (سابقہ) کتابوں کی طرف بالکل دھیان مت دو کیونکہ ان میں حق اور باطل دونوں ہیں۔ اس کی ایجاد کردہ بدعات وخرفات میں پیروی نہ کرنے کی وجہ سے اس نے بہت سے علما، صالحین اور عوام المسلمین کو قتل کر دیا۔ وہ شیطان کی خواہش کے مطابق زکوٰۃ کا مال تقسیم کرتا تھا۔ اس کے ماننے والے مذاہبِ اربعہ میں سے کسی کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اپنے آقا شیخِ نجدی کے فرمان کے مطابق خود ہی اجتہاد کرتے ہیں۔ البتہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر امام حمد بن حنبل کی تقلید کا دعوی کرتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی نماز کے بعد دعا کرنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تو

PDF Compressor Pro

بدعت ہے اور تم لوگ اس کے ذریعہ اجر چاہتے ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ﴿اِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ وَ سَكَتَ الْعَالِمُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ [جب بدعتوں کا ظہور ہو اور عالمِ دین خاموش رہے تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ﴿مَا ظَهَرَ اَهْلُ بِدْعَةٍ اِلَّا اَظْهَرَ اللّٰهُ فِيْهِمْ حُجَّتَهُ عَلٰى لِسَانِ مَنْ شَآءَ مِنْ خَلْقِهٖ﴾ [جب بھی بدعتی لوگ ظاہر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ مخلوق کی زبان پر ان میں اپنی حجت ظاہر فرماتا ہے] پر عمل کرتے ہوئے مذاہبِ اربعہ کے علمائے ذوی الاحترام نے بڑی بڑی کتابوں میں اس کا ردّ بلیغ فرمایا۔ اسی لئے مشرق و مغرب میں پھیلے تمام مسالک کے علما نے ان کے رد کو مستحب قرار دیا ہے (بلکہ علمائے ربانیین نے ان کے رد کو فرائض میں شمار کیا ہے) اور بعض علما نے امام احمد بن حنبل ہی کے قول سے اس (محمد بن عبد الوہاب) کے رد کا التزام کیا اور اس سے ایسے ایسے سوال کئے جنہیں ایک ادنی طالب علم بھی جانتا ہے۔ لیکن وہ جاہل ان کا بھی جواب نہ دے سکا۔ اس لئے کہ اسے کسی بھی علم کی ہوا نہیں لگی تھی۔ اسے تو صرف وہی وسوسے معلوم تھے جو شیطان نے اس کے لئے آراستہ کئے تھے۔

جنہوں نے اس کے رد میں کتابیں تالیف کی اور اس سے ایسے سوال کئے جن کا وہ جواب نہ دے سکا ان میں علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمٰن بن عفالق ہیں۔ انہوں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے رد میں ''تهكم المقلدين بمن ادعى تجديد الدين ،، کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس مبارک رسالہ میں انہوں نے اس کے ایجاد کردہ ہر مسئلہ کا بھرپور رد فرمایا ہے۔ پھر رسالہ کے علاوہ علومِ شریعت اور علومِ ادب سے متعلق چند سوالات لکھ کر اس کے

PDF Compressor Pro

پاس روانہ کئے جن کے چھوٹے سے چھوٹے سوال کا بھی جواب نہ دے سکا بڑے بڑے سوال کا جواب دینا تو بڑی دور کی بات رہی۔ ان کا ایک سوال یہ تھا کہ (اے محمد بن عبد الوہاب نجدی!) میں تجھ سے باری تعالیٰ کے قول (والعَادِیَاتِ ضَبْحًا الخ۔ جو کہ قصار مفصل میں سے ہے) کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ اس آیتِ کریمہ میں حقیقتِ شرعیہ، حقیقتِ لغویہ اور حقیقتِ عرفیہ کی تعداد کتنی ہے؟ نیز مجازِ مرسل، مجازِ مرکب، استعارۂ حقیقیہ، استعارۂ وفاقیہ، استعارۂ تبعیہ، استعارۂ مطلقہ، استعارۂ مجردہ اور استعارۂ مرشحہ پر روشنی ڈالو۔ اور اس آیتِ کریمہ میں وضع، ترشیح، تجرید، استعارہ بالکنایہ اور استعارۂ تخییلیہ کہاں ہیں؟ تشبیہِ ملفوف اور مفروق، تشبیہِ مفرد و مرکب کتنی تعداد میں ہیں؟ مجمل و مفصل، ایجاز، اطناب اور مساوات، اسنادِ حقیقی اور اسنادِ مجازی (کہ جسے مجاز حکمی اور عقلی بھی کہا جاتا ہے) کے مقامات کیا کیا ہیں؟ اس آیتِ کریمہ میں کہاں پر مضمر کو مظہر اور مظہر کو مضمر کی جگہ رکھا گیا ہے؟ ضمیرِ شان، التفات، فصل، وصل، کمالِ انقطاع اور کمالِ اتصال کے مواضع کی تعیین کرو! اس آیت میں جہاں پر دو جملوں میں ایک کا عطف دوسرے پر کیا گیا ان میں وجہِ جامع بیان کرو۔ جملوں کے محلِّ تناسب اور وجہِ تناسب کو اور حسن و بلاغت میں اس کے وجہِ کمال کو بیان کرو۔ اس میں کہاں کہاں ایجازِ قصر اور ایجازِ حذف ہیں؟ احتراس و تتمیم پر بھی روشنی ڈالو!۔ ان مذکورہ چیزوں میں ہر ایک کی وضاحت کرو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ان میں کسی ایک کا بھی جواب نہ دے سکا۔

ان خارجیوں کے بارے میں نبی ﷺ کی پیش گوئیاں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں اِن خارجیوں کے بارے میں خبر دی ہے۔ وہ حدیثیں غیب کی خبروں پر

PDF Compressor Pro

مشتمل ہونے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل ہیں۔ یہ تمام حدیثیں مرتبۂ صحت پر فائز ہیں۔ کچھ تو بخاری و مسلم میں موجود ہیں اور کچھ دوسری کتبِ احادیث کی زینت ہیں۔ وہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ کر کے فرمایا ﴿اَلْفِتْنَةُ مِنْ هٰهُنَا اَلْفِتْنَةُ مِنْ هٰهُنَا﴾ [فتنہ یہاں سے اٹھیگا۔ فتنہ یہاں سے اٹھیگا]

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ سِيْمَا هُمُ التَّحْلِيْقُ﴾ [کچھ لوگ جانب مشرق سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ دین میں لوٹیں گے نہیں یہاں تک تیر اپنے سوفار کی طرف پلٹ آئے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ ہمیشہ سر مڈائیں گے] فوق فا کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ تانت رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ اِخْتِلَافٌ وَ فُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَ يُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ اَوْ قَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوْا مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ مَنْ قَتَلَهُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ سِيْمَا هُمُ التَّحْلِيْقُ﴾ [عنقریب میری امت میں اختلاف اور گروہ بندی ہوگی۔ ایک قوم ایسی (پیدا)

PDF Compressor Pro

ہوگی جنکی باتیں اچھی اور افعال برے ہوں گے۔قرآن پڑھیں گے لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے سوفار کی طرف پلٹ آئے۔وہ بدترین مخلوق ہوں گے۔خوش خبری ہے اس کے لئے جو انہیں قتل کرے یا جسے وہ شہید کریں۔وہ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے لیکن وہ خود کتاب اللہ سے کافی دور ہوں گے۔جو انہیں قتل کریگا وہ ان کی بنسبت اللہ کے قرب کا زیادہ حق دار ہوگا۔ان کی علامت تحلیق (ٹکلا کرانا) ہوگی]

(۴)اور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿سَيَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ قَوْلَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جن کی عمریں نئی ہونگی اور عقلیں ماؤوف۔مخلوق میں سب سے اچھی بات کریں گے اور قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔جب تم ان سے ملنا تو انہیں قتل کردینا۔کیونکہ جو انہیں قتل کریگا بروزِ قیامت اسے اللہ کی بارگاہ میں اجر دیا جائیگا۔

(۵)اور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ﴿يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ﴾ [جانبِ مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح

PDF Compressor Pro

تیر شکار سے نکل جاتا ہے یہ مخلوق میں سب سے بدتر لوگ ہوں گے]

(۶) اور حضور سیدِ ابرار و اخیار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ﴾ [جانبِ مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ دین کی طرف واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے سوفار کی طرف آجائے۔ ان کی عادت سر منڈانا ہوگی]

(۷) اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَآءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ﴾ [کفر کا سر جانبِ مشرق میں ہے اور تکبر و غرور اونٹ اور گھوڑے پالنے والوں میں ہے]

(۸) اور حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ﴿مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ﴾ [فتنے یہاں سے اٹھیں گے]

(۹) اور نبیٔ مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَآءُ بِالْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ﴾ [دلوں کی سختی اور بے وفائی مشرق (کے لوگوں) میں ہے اور ایمان اہلِ حجاز میں ہے]

(۱۰) اور حضور تاجدارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا﴾ [اے اللہ! ہمارے ملکِ شام میں برکت نازل فرما۔ اے

PDF Compressor Pro

اللہ! ہمارے ملکِ یمن میں برکت نازل فرما] اہل نجد نے عرض کیا: ﴿یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا﴾ [یارسول اللہ ! ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمادیں] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی دعا کی اور نجد کا نام نہیں لیا۔ اور تیسری مرتبہ ان کی درخواست پر فرمایا ﴿ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَ بِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ﴾ [نجد کے لئے کیسے دعا کروں! وہاں تو زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور شیطان کی سینگ وہیں سے طلوع ہوگی]

(۱۱) اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ﴿یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ یَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ کُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ حَتّٰی یَکُوْنَ آخِرُھُمْ مَعَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ﴾ [جانبِ مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔ جب ان کی ایک نسل کو ختم کیا جائیگا تو دوسری نسل پیدا ہوجائیگی یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیحِ دجال کے ساتھ ہوگا]

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیماھم التحلیق" کہہ کر انہیں خارجیوں کی طرف واضح اشارہ کیا ہے جن کا خروج مشرق سے ہوا ہے اور جو بدعات وخرافات میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے تابع ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو سر منڈانے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص ان کا فرمانبردار ہوجاتا ہے تو اسی مجلس میں اس کا سر حلق کردیتے ہیں۔ اب تک جتنے بھی گمراہ فرقے پیدا ہوئے ان میں سے کسی کی بھی یہ علامت نہیں بنی۔ لھٰذا حدیث ان کے بارے میں صریح ہے۔

مفتی زبید سید عبدالرحمٰن الاھدل فرماتے ہیں: محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں کسی کو کوئی کتاب تالیف کرنے کی حاجت نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "

PDF Compressor Pro

سیماھم التحلیق ،، ہی ان کے رد کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ان نجدیوں کے علاوہ کسی بھی گمراہ فرقہ نے ایسا نہیں کیا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ان عورتوں کا بھی سر منڈانے کا حکم دیتا تھا جو اس کی پیروی کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک عورت زبردستی اس کے دین میں داخل کی گئی اور اس (شیخ نجدی) کے گمان کے مطابق اسے نئے سرے سے اسلام میں داخل کیا گیا۔ تو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس کا سر صاف کرنے کا حکم دیا۔ اس عورت نے اس پر حجت قائم کرتے ہوئے کہا: تم مردوں کو حلق کرانے کا حکم دیتے ہو۔ اگر تم انہیں داڑھی صاف کرانے کا حکم دیتے تو عورتوں کو سر منڈانے کا حکم دینا تمہارے لئے جائز ہوتا۔ کیونکہ عورتوں کے سر کے بال مردوں کے داڑھی کے بالوں کے درجہ میں ہیں۔ یہ سن کر وہ کافر حیران رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ لیکن اس خبیث نے ایسا اس لئے کیا کہ اس پر اور اس کے پیروکاروں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول " سیماھم التحلیق ،، صادق آجائے۔ کیونکہ اس کا معنی قریب حلقِ راس ہی سمجھا گیا ہے۔ لھٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا صدق ظاہر ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہاں سے شیطان کی سینگ نمودار ہوگی۔ ایک روایت میں قرنا الشیطان (بصیغۂ تثنیہ) ہے۔ بعض علما نے فرمایا: شیطان کی دو سینگوں سے مراد مسیلمہ کذاب اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ﴿ وَ بِهَا يَعْنِيْ نَجْدًا الدَّآءُ الْعُضَالُ ﴾ [یعنی نجد میں پیچیدہ بیماری ہے] بعض شارحین نے فرمایا: الدآء العضال سے مراد ہلاکت ہے۔

تاریخ کی کچھ کتابوں میں قتالِ بنی حنیفہ کے بعد مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیلمہ کی بستی میں ایک شخص پیدا ہوگا جو دینِ اسلام کو بدل دیگا۔ اس کا ذکر ان بعض حدیثوں میں بھی

PDF Compressor Pro

ہے جن میں فتنوں کا ذکر ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فِتْنَةٌ عَظِيْمَةٌ تَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ تَصِلُ اِلٰى جَمِيْعِ الْعَرَبِ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ وَاللِّسَانُ فِيْهَا اَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ﴾ [میری امت میں ایک عظیم فتنہ ظاہر ہوگا جو عرب کے ہر گھر بلکہ پورے عرب میں پہونچ جائیگا۔ اس فتنے کے مقتول دوزخ میں جائیں گے۔ اس میں زبان کی مار تلوار کی مار سے زیادہ سخت ہوگی] اور ایک روایت اس طرح آئی ﴿سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّآءُ بَكْمَآءُ عَمْيَآءُ يَعْنِيْ تَعْمٰى بَصَائِرُ النَّاسِ فَلَا يَرَوْنَ مَخْرَجًا وَ يَصَمُّوْنَ عَنْ اسْتِمَاعِ الْحَقِّ مَنِ اسْتَشْرَفَ لَهَا اِسْتَشْرَفَتْ لَهُ. وَ فِيْ رِوَايَةٍ سَيَظْهَرُ مِنْ نَجْدٍ شَيْطَانٌ تَتَزَلْزَلُ جَزِيْرَةُ الْعَرَبِ مِنْهُ﴾ [عنقریب ایک ایسا فتنہ ظاہر ہوگا جو بہرا، گونگا اور اندھا ہوگا۔ یعنی لوگوں کی بصیرتیں اندھی ہو جائیں گی تو انہیں حق کی راہ نظر نہیں آئیگی اور وہ حق کو سننے سے بہرے ہو جائیں گے جو اس فتنہ کو دیکھے گا وہ فتنہ بھی اس کے قریب آئیگا] اور ایک روایت اس طرح ہے۔ [نجد سے ایک شیطان ظاہر ہوگا جس سے جزیرۃ العرب تھرّا جائیگا]

اور حضرت علامہ حبیب علوی ابن احمد بن حسن بن قطب حبیب عبداللہ الحاد با علوی نے اپنی عظیم الشان کتاب ''مصباح الانام و جلاء الظلام فی الرد علی النجدی الذی أضلّ العوام ،، (جو کہ انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد میں لکھی ہے) میں اس موضوع کی بہت سی ایسی حدیثیں ذکر کی ہیں۔ ان میں ایک حدیث وہ بھی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمّ محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿سَيَخْرُجُ فِيْ ثَانِيْ عَشَرَ قَرْنًا فِيْ وَادِيْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ رَجُلٌ كَهَيْئَةِ

PDF Compressor Pro

الثَّوْرِ لاَ يَزَالُ يَلْعَقُ بُرَاطِمَهُ يَكْثُرُ فِيْ زَمَانِهِ الْهَرْجُ وَالْمَرَجُ يَسْتَحِلُّوْنَ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يَتَّخِذُوْنَهَا بَيْنَهُمْ مَتْجَرًا وَ يَسْتَحِلُّوْنَ دِمَآءَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَتَّخِذُوْنَهَا بَيْنَهُمْ مَفْخَرًا وَ هِيَ فِتْنَةٌ يَعْتَزُّ فِيْهَا الْاَرْذَلُوْنَ وَالسُّفَّلُ تَتَجَارٰى بَيْنَهُمُ الْاَهْوَآءُ كَمَا يَتَجَارٰى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ ﴾ [بارہویں صدی ہجری میں وادیٔ بنی حنیفہ میں ایک شخص نکلے گا جو بیل کی طرح اپنے موٹے موٹے ہونٹوں کو چاٹتا رہیگا۔ اس کے زمانہ میں بڑے اختلافات ہوں گے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے اموال حلال سمجھ کر لوٹ لیں گے اور ان سے تجارت کریں گے، مسلمانوں کا خون بہائیں گے اور اس پر فخر کریں گے۔ یہ ایسا فتنہ ہوگا جس پر کمینے اور نادان لوگ ناز کریں گے۔ یہ لوگ خواہشات کی پیروی اس طرح کریں گے جس طرح کتا اپنے آقا کی پیروی میں اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے]اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں جن سے اس کے معنی کو قوت حاصل ہوگئی ہے اگرچہ یہ علم نہیں کہ اس کی تخریج کس محدث نے کی ہے۔ پھر علامۂ مذکور نے اپنی اسی کتاب میں فرمایا: اس سے بھی زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہ مغرور محمد بن عبدالوہاب قبیلۂ بنی تمیم سے ہے۔ لھٰذا عین ممکن ہے کہ یہ ذوالخویصرہ تمیمی (منافق) کی پشت سے ہو جس کے بارے میں حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا اَوْ فِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَ يَدَعُوْنَ أَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ﴾ [اس کی پشت سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیگی لیکن

PDF Compressor Pro

قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو پا گیا تو انہیں قومِ عاد کی طرح قتل کرونگا]

یہ حقیقت ہے کہ یہ خارجی مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں اور کافروں سے کوئی تعرض (چھیڑ چھاڑ) نہیں کرتے۔ جب حضرت علی مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ نے خارجیوں کو قتل کیا تو ایک شخص نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے انہیں ہلاک کر کے ہمیں ان سے نجات دے دی۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان میں سے کچھ ابھی مردوں کی پشتوں میں ہیں۔ ابھی عورتیں ان سے حاملہ نہیں ہوئیں۔ اور ضرور بالضرور ان کا آخری شخص مسیحِ دجّال کے ساتھ ہوگا۔

ایک حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں ہے کہ بنی حنیفہ مسیلمہ کذاب کی قوم کو کہتے ہیں اور اس حدیث میں یہ بھی ہے ﴿اِنَّ وَادِیَهُمْ لَا یَزَالُ وَادِیْ فِتَنٍ إِلیٰ آخِرِ الدَّهْرِ وَلَا یَزَالُ فِیْ فِتْنَةٍ مِنْ کَذَّابِهِمْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ [ان کی وادی ابدالآباد تک فتنوں کی وادی رہے گی۔ اور اپنے کذّاب و دجّال کی وجہ سے یہ صبح قیامت تک فتنوں کا گہوارہ رہے گی] اور ایک روایت میں ہے ﴿وَیْلٌ لِلْیَمَامَةِ وَیْلٌ لَا فِرَاقَ لَهُ﴾ [یمامہ کے لئے تباہی و بربادی ہے، ایسی تباہی و بربادی جو اس سے جدا نہیں ہوگی] اور مشکوۃ المصابیح کی حدیث اس طرح ہے ﴿سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یُحَدِّثُوْنَکُمْ بِمَا لَا تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَآءُ کُمْ فَإِیَّا کُمْ وَ إِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَ لَا

PDF Compressor Pro

يُفْتِنُوْنَكُمْ﴾ [آخری زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے وہ تم سے ایسی باتیں کریں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ داداؤں نے۔ تم ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا۔ کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی تمیم کے بارے میں فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ الحجرات آیت:۴﴾ [وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکار رہے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں] اور یہ آیت کریمہ بھی ان کے بارے میں نازل فرمائی ﴿لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ. الحجرات آیت۲﴾ [اے ایمان والوں اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے] حضرت علوی حداد (کہ جن کا ذکر ابھی ہو چکا ہے) نے فرمایا: بنی حنیفہ اور بنی تمیم و وائل کی مذمت میں بہت کچھ وارد ہوا ہے۔ آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اکثر خوارج انہیں قبیلوں سے ہیں۔ سرکش ابن عبد الوہاب نجدی اور اس گمراہ فرقہ کا امیر عبدالعزیز بن محمد بن سعود بن وائل بھی انہیں میں سے ہے۔

اور مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿كُنْتُ فِيْ مَبْدَءِ الرِّسَالَةِ أَعْرِضُ نَفْسِيْ عَلَى الْقَبَائِلِ فِيْ كُلِّ مَوْسِمٍ وَ لَمْ يُجِبْنِيْ أَحَدٌ جَوَابًا أَقْبَحَ وَ لَا أَخْبَثَ مِنْ رَدِّ بَنِيْ حَنِيْفَةَ﴾ [ابتدائے اسلام میں، میں ہر موسم حج میں تمام قبیلوں میں جاتا تھا۔ تو قبیلہ بنی حنیفہ سے زیادہ قبیح اور خبیث جواب مجھے کسی کی طرف سے نہیں ملتا تھا]

حضرت علوی حداد نے فرمایا: حبر الامة حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے جب میں طائف آیا تو حضرت علامہ طاہر سنبل حنفی ابن علامہ شیخ محمد بن سنبل الشافعی رحمة الله تعالیٰ علیه سے ملاقات کی۔ انہوں

PDF Compressor Pro

نے مجھے بتایا کہ میں نے ''الإنتصار للاولیاء الأبرار ،، کے نام سے ایک رسالہ ان وہابیوں کے رد میں لکھا ہے اور فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ذریعہ ہر اس شخص کو نفع دیگا جس کے دل میں شیخ نجدی کی بدعت داخل نہ ہوئی ہو۔ رہے وہ لوگ کہ جن کے دل میں اس کی بدعت داخل ہوگئی تو ان کے فلاح پانے کی کوئی امید نہیں۔ کیونکہ بخاری شریف میں ہے ﴿ یمرقون من الدین ثم لا یعودون فیہ﴾ [دین سے نکل جائیں گے پھر پلٹ کر نہیں آئیں گے] اور بعض علما کے بارے میں جو منقول ہے کہ انہوں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے افعال مثلاً بدوؤں کو نماز کا پابند بنانا، ظاہری برے کاموں کو اور ڈاکہ زنی کو ترک کرا دینا اور انہیں توحید کی طرف بلانا وغیرہ کو درست قرار دیا۔ تو ان کا نجدی کے افعال کو درست قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بعض علما اس کی بدعات ومنکرات اور افعالِ قبیحہ مثلاً ''چھ سو سال کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینا، بہت سی دینی کتابوں کو نذرِ آتش کرنا، بے شمار علما اور خواص وعوام کو بے دریغ قتل کرنا، مسلمانوں کی جان و مال کو اپنے لئے مباح سمجھنا، باری تعالی کے لئے عقیدۂ تجسیم کو ظاہر کرنا اور اس (کو بیان کرنے) کے لئے درسگاہیں لگانا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیا ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم واولیائے صالحین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی توہین کرنا اور ان کی قبروں کو منہدم کرنا (ڈھا دینا، گرا دینا) اور احساء میں یہ فرمان جاری کرنا کہ اولیاء کی قبروں کو بیت الخلاء بنا دیا جائے، لوگوں کو دلائل الخیرات وغیرہ اوراد ووظائف کی کتابوں کو پڑھنے سے روکنا، جشنِ ولادتِ مصطفیٰ منانے، اذان کے بعد منبر پر صلوۃ وسلام پڑھنے سے روکنا اور ایسا کرنے والے کو قتل کر دینا وغیرہ عقائدِ خبیثہ،، سے واقف نہیں ہو سکے۔ اس لئے انہوں نے اس کے ان افعال کو سراہا جن کا وہ لوگوں کو حکم دیتا تھا۔

PDF Compressor Pro

محمد ابن عبدالوہاب نبوت کا دعوی کرنا چاہتا تھا: یہ جاہل دعویٰ نبوت کی راہ ہموار کرنے کے لئے بعض نچلے اور گھٹیا قسم کے لوگوں کی دعوت کرتا تھا اور انہیں اپنے مضمونِ کلام سے اس (کی ضرورت واہمیت) کو سمجھاتا تھا۔ نماز کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتا تھا اور زکوۃ کا مال اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہتا تھا خرچ کرتا تھا۔ اس کا اعتقاد تھا کہ اسلام اُس میں اور اُس کے ماننے والوں میں منحصر ہے اور پوری مخلوق مشرک ہے۔ وہ اپنے خطبوں اور مجلسوں میں اس بات کو صراحۃً بیان کرتا تھا کہ انبیاء، ملائکہ اور اولیاء سے توسل کرنے والا (انہیں وسیلہ بنانے والا) کافر ہے اور گمان کرتا تھا کہ جو کسی کو مولانا یا سیدنا کہہ دے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اس نادان وجاہل نے سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا﴾ نہیں پڑھا؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو بھی نہیں دیکھا جو آپ نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے انصار سے کہا تھا کہ ﴿قُوْمُوْا لِسَيِّدِكُمْ﴾ [یعنی اپنے سردار کے لئے اٹھ جاؤ] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ تو مر چکے ہیں (معاذ اللہ)۔ علمِ نحو، علمِ لغت اور علمِ فقہ کا انکار کرتا تھا اور اِن علوم کا درس دینے سے بھی روکتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ علوم بدعت ہیں۔

اس کے بعد حضرت علوی الحداد نے اپنی اسی کتاب میں کہا: حاصل یہ کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اقوال وافعال سے ہمارے نزدیک اس کے ایسے عقائد ثابت ہوتے ہیں جو وجوبی طور سے اسے مذہب اسلام سے باہر نکال رہے ہیں۔ کیوں کہ وہ ان اموال کو مباح قرار دیتا ہے جن کی حرمت پر اجماع ہے اور ایسی چیزوں کا منکر ہے جن کا ضروریاتِ

PDF Compressor Pro

دین سے ہونا معلوم ہے اور ان میں کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ نیز یہ انبیا و مرسلین اور اولیاء و صالحین کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اور جان بوجھ کر ان کی توہین کرنا چاروں اماموں کے نزدیک کفر ہے۔ انتھیٰ کلامہٗ۔

اس سے پہلے گزر چکا کہ وہ ۹۵ سال زندہ رہا۔ کیونکہ اس کی پیدائش ۱۱۱۱ھ میں اور ہلاکت ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔ بعض مؤرخین نے اس کی تاریخ ہلاکت ۱۲۰۶ھ "بَدَا هَلَاكُ الْخَبِيْثِ" [خبیث ہلاک ہو گیا] سے نکالی ہے۔ مرنے کے بعد عبداللہ، حسن، حسین اور علی کی شکل میں نا خلف اولاد چھوڑی جنہوں نے تحریکِ وہابیت کو فروغ دیا۔ انہیں اولاد الشیخ [شیخ کی اولاد] کہا جاتا تھا۔ ان میں عبداللہ سب سے بڑا تھا۔ یہی اپنے باپ کے بعد تحریک کا ذمہ دار ہوا۔ اس کے دو لڑکے تھے۔ سلیمان اور عبدالرحمٰن۔ سلیمان بدعات و منکرات میں اپنے باپ سے زیادہ متعصب تھا۔ اس لئے ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم پاشا نے اسے قتل کر دیا اور عبدالرحمٰن کو قید کر کے مصر بھیج دیا جہاں وہ ایک مدت تک زندہ رہا اس کے بعد ہلاک ہو گیا۔ حسن بن محمد بن عبدالوہاب عبدالرحمٰن کا جانشیں بنا اور جن دنوں وہابی مکہ کے حاکم تھے تو یہ حسن منصبِ قضاء پر قابض تھا۔ عبدالرحمٰن ایک طویل عرصہ تک زندہ رہا اور تقریباً سو سال کا ہو کر مرا۔ عبداللطیف نامی ایک اولاد کو چھوڑ گیا۔ حسین بن محمد کی بہت سی اولاد تھیں۔ انکی نسل آج بھی درعیہ میں باقی ہے اور اولاد الشیخ سے جانی جاتی ہے۔ و نسأل اللہ أن یھدیھم للصواب.

لطیفہ: زبیر نامی شہر میں ایک بڑے نیک پارسا عالمِ دین رہتے تھے۔ نام تھا شیخ عبدالجبار۔ اسی

PDF Compressor Pro

شہر کی مسجد میں منصبِ امامت پر فائز تھے۔ جس زمانہ میں ابراہیم پاشا نے شہر درعیہ پر حملہ کر کے اسے تہہ و بالا اور اس کے رہنے والوں کو زیر و زبر کر دیا تھا اس وقت وہاں دو شخصوں کے مابین اس گمراہ گروہِ وہابیہ کے تعلق سے بحث و تکرار ہوگئی۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ حکومت ختم ہو جائیگی اور اس دین (دین وہابی) کا معاملہ ضرور عود کر آئیگا جیسا کہ پہلے تھا اور یہ حکومت یقیناً چلی جائیگی۔ دوسرے نے کہا: ان کا معاملہ پہلے کی طرح کبھی نہیں واپس آئیگا اور نہ ہی ان کی بدعات و خرافات کا دوبارہ رواج ہوگا۔ پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ صبح چل کر نمازِ فجر شیخ عبدالجبار کی اقتدا میں پڑھیں گے اور غور سے سنیں گے کہ فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کون سی سورت پڑھتے ہیں۔ اسی سے نیک شگون لیکر اپنے اختلاف کا فیصلہ کریں گے۔ دونوں گئے اور ان کی اقتداء میں نمازِ فجر پڑھی۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں یہ آیت کریمہ پڑھی ﴿وَ حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. الانبیاء آیت ۹۵﴾ [اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ لوٹ کر آئیں] دونوں کو بہت تعجب ہوا اور دونوں اس آیت کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔

تمّت بالخیر

واللہ سبحانہ و تعالیٰ أعلم و صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و سلم